روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ہفتہ 18 جون 2011ء 15 رجب 1432 ہجری 18 احسان 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 139

جب صحیفے پھیلائے جائیں گے

حضرت مصلح موعود سورۃ التکویر کی آیت 11 کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

واذاالصحف نشرت کے 3 معنے ہیں۔1۔جبکہ صحیفے پھیلائے جائیں گے۔2۔جبکہ وہ کھولے جائیں گے۔3۔وہ صحیفے پھر زندہ کئے جائیں گے۔یہ تینوں معنے اس زمانہ میں بڑی شان کے ساتھ پورے ہورہے ہیں۔(1) کے مطابق کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کیلئے پریس موجود ہیں اور ذرائع مواصلات کے ذریعہ کتب اور اخبارات سارے جہان میں پھیل جاتی ہیں۔(2) کے مطابق کتابوں کے پڑھنے اور لائبریریوں کا رجحان بڑھ گیا ہے۔(3) کے مطابق آثار قدیمہ کی لائبریریاں نکل آئی ہیں۔ (تفصیل کے لئے تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 224)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ارشاد۔ خطبہ جمعہ 6/اکتوبر 1986ء

حضرت مسیح موعود کے اقتباسات چن کر الفضل کے پہلے صفحہ پر شائع کئے جاتے ہیں

جن سے حضرت مسیح موعود کی باخدا بنانے والی شخصیت نمایاں ہوتی ہے

اس سے تمام دنیا کی جماعتیں استفادہ کریں اور اپنے رسالوں میں تراجم شائع کریں

الفضل میں میں جو مطالعہ آجکل کررہا ہوں اس پہلو سے مجھے سب سے زیادہ حسین چیز یہی دکھائی دیتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ایسے اقتباسات کو چن کر پہلے صفحے پر شائع کیا جاتا ہے جس سے حضرت مسیح موعود کی باخدا بنانے والی شخصیت نمایاں ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان اقتباسات کو جو تو ہر جگہ کتابوں میں موجود ہیں لیکن جس عمدگی کے ساتھ انتخاب کیا گیا ہے اس سے تمام دنیا کی جماعتوں کو استفادہ کرنا چاہئے اور جتنی زبانوں میں بھی جماعت احمدیہ کے رسائل یا اخبارات شائع ہورہے ہیں ان میں وہ اقتباسات شائع کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ انتخاب جہاں تک میں نے غور کیا ہے بہت پُرحکمت انتخاب ہے اور بہت سے ایسے اقتباسات بھی چنے گئے ہیں جو آجکل کے مسائل پر خصوصیت سے روشنی ڈالنے والے ہیں۔ پہلے اگر اس معاملے میں کچھ غفلت ہوئی ہے تو آئندہ سے نہ صرف تازہ اقتباسات کو اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کرکے اپنے اخبارات میں شائع کرنا چاہئے بلکہ پرانے اقتباسات میں سے بھی اس حد تک انتخاب کریں جس حد تک آپ اب اپنے رسائل میں ان کو سمو سکتے ہیں اور اس پہلو سے تمام دنیا کی مختلف زبانوں میں حضرت مسیح موعود کی یہ شخصیت نمایاں کرکے پیش کرنی چاہئے۔ تمام دنیا کے احمدیوں کی تربیت کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ انگریزوں کو حق ہے کہ انگریزی زبان میں بھی حضرت مسیح موعود کے ایسے اقتباسات کا ترجمہ ہو، افریقنوں کو حق ہے کہ ان کی زبانوں میں یہ ترجمے ہوں اور یوگوسلاوینز کا حق ہے کہ ان کی زبانوں میں ترجمے ہوں غرضیکہ دنیا کی ہر زبان میں اس قسم کے اقتباسات کے ترجمے بہت ضروری ہیں کیونکہ دشمن نے دوسری قسم کی تحریرات پر حملے شروع کئے ہوئے ہیں اور اس پہلو سے دنیا میں غلط فہمی پیدا کرنے کی پوری کوشش کررہے ہیں۔ ساری دنیا سے جہاں سے اطلاعیں آرہی ہیں معلوم ہورہا ہے کہ بعض مسلمان حکومتوں کے روپے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے جہاد پر حملہ ہورہا ہے اور ان تحریرات کو خصوصیت سے نمایاں کرکے دکھایا جارہا ہے جن میں درشتی اور سختی دکھائی دیتی ہے۔ اس کے مقابل پر جب یہ تحریریں احمدیوں کی نظر میں آئیں گی اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے سامنے پیش کریں گے تو یہ تحریریں اپنی ذات میں ایک دفاع ہیں۔ ان میں اتنی قوت ہے، ایسی گہری صداقت پائی جاتی ہے کہ کوئی انسان جس میں کوئی شرافت کا شائبہ بھی ہو اور حق پرستی سے کوئی تعلق بھی رکھتا ہو وہ ان تحریروں کو پڑھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی نے تکلف سے، جھوٹ سے بنائی ہوئی ہیں۔ ان کے اندر ایک سچائی کا حسن ہے جو اپنی ذات میں ایک چمک رکھتا ہے۔ ہیرے جواہر بھی چمکتے ہیں لیکن وہ دوسری روشنی کی چیزوں سے روشنی پاکر چمکا کرتے ہیں۔ وہ منعکس کرنے والی چیزیں ہیں۔ سچی تحریروں میں ایک ذاتی روشنی پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریروں میں جن کا میں ذکر کررہا ہوں ایک ذاتی قوت اور ایک ذاتی روشنی پائی جاتی ہے جس کو کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں اپنی ذات میں وہ چمکتی ہے۔

اس پہلو سے ایسی تحریرات کو کثرت کے ساتھ احمدیوں میں روشناس کروانا، نئی نسلوں میں روشناس کروانا اور پھر احمدیوں کے ذریعے غیروں میں روشناس کروانا موجودہ دور کی حکمت عملی کا اولین تقاضا ہے۔ آپ کے سامنے الفضل کی ساری تحریریں تو پڑھنی ممکن ہی نہیں لیکن الفضل نے خود بھی تو بہت تھوڑے تھوڑے سے انتخابات کئے ہوئے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود کی ملفوظات جو کئی جلدوں پر پھیلی پڑی ہیں ان کا آپ مطالعہ کرکے دیکھیں ایک ایک صفحے پر آپ کو ایسی حیرت انگیز چکا چوند کرنے والی سچائی کی روشنیاں دکھائی دیں گی اور دلوں کو مغلوب کرنے والی اور اپنی محبت میں مبتلا کرنے والی تحریریں ملیں گی کہ کوئی شریف فطرت انسان ان کو پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعود کی ذات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ فیصلہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا کی طاقت سے بولنے والا انسان ہے اس کی روح کو خدا کی روح سے پیوند ہے اور یہ دنیا کا انسان نہیں ہے جس کی زبان سے یا جس کے قلم سے یہ کلام جاری ہورہا ہے۔ ایک صرف تحریر میں پڑھتا ہوں۔ کس رنگ میں آپ نے باریک بینی کے ساتھ ہمیں اپنے نفس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے اور ایک صاحب عرفان انسان ہی ایسی باتیں لکھ سکتا ہے۔ ایک جھوٹے کو یہ توفیق نہیں مل سکتی کہ اپنی خوابوں

باقی صفحہ 4 پر

الفضل

علم بڑھانے کا اہم ذریعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کلاس مورخہ 12 دسمبر 2010ء میں فرمایا:۔

الفضل اخبار جو ہے اس میں مختلف مضمون لوگ لکھتے ہیں۔ تو اس کی اشاعت بہت کم تھی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ میں کہا کہ لوگ الفضل نہیں پڑھتے کہ اس میں تو بہت سے مضمون آتے ہیں، ہم نے پڑھے ہوئے ہیں، ہمارا اتنا علم ہے۔ جیسے لوگ مضمون لکھتے ہیں اتنا ہمیں علم ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس پر لکھا کہ شاید لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ الفضل کوئی ایسی کام کی چیز نہیں ہے، ہمارا علم اس سے زیادہ ہے۔ ان کا شاید علم زیادہ ہوتا ہو لیکن میرا علم تو اتنا زیادہ نہیں میں تو الفضل روزانہ پڑھتا ہوں اور کوئی نہ کوئی نئی بات مجھے پتہ لگ جاتی ہے۔

اور وہ آدمی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے الہام کیا تھا کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ان کو تو علم مل رہا ہے الفضل سے اور بعض جو نام نہاد ہوتے ہیں اپنے آپ کو صرف ظاہر کرنے والے ہم بہت علمی آدمی ہوگئے ہیں، ان کو نہیں ملتا تو نہ ملے۔ اس لئے ہر چیز جو یہاں سنو کسی نہ کسی میں کوئی کام کی بات ہوتی ہے۔ ہر لڑکا جو کہتا ہے کچھ نہ کچھ بات، کام کی بات کرجاتا ہے۔

مکرم عبدالکریم جہلمی صاحب

الفضل اور ملفوظات حضرت مسیح موعود

ہر احمدی جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔اپنے احمدی بھائیوں کو اپنے نام الفضل جاری کرانے کی ضرورت اور اہمیت سمجھائے اور اپنے ذاتی اثر ورسوخ سے ہر خریدار کم ازکم ایک نیا خریدار بنائے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں صرف ہمت کی ضرورت ہے۔میں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم اپنے بھائیوں کو الفضل کے سلسلہ ملفوظات حضرت مسیح موعود کی طرف ہی اپنے ذاتی تاثرات کے ماتحت متوجہ کریں اور حضور کے پاکیزہ اور مقدس کلام کی برکات و فیوض سے آگاہ کریں تو ممکن نہیں کہ کوئی صاحب توفیق احمدی الفضل کے مطالعہ سے محروم رہنا پسند کرے۔میں اپنی ایک ذاتی مثال سے اس امر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ممکن ہے یہ طریق کسی بھائی کے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔

پچھلے دنوں اس عاجز پر اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کی عجیب جلوی نمائی ہوئی وہ اس طرح کہ بندہ پے درپے تین روح فرسا صدمات کا نشانہ بنا مگر ان حادثات میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور حضرت مسیح موعود کے ملفوظات کی برکت سے صبر وشکر کی توفیق بخشی اور قضا وقدر پر حقیقی رضا عطا فرمائی۔

3 جنوری 1937ء کے الفضل میں میرے عزیز بچے اور بیوی کی المناک وفات کی خبر شائع ہوئی اور اسی پرچہ میں ملفوظات کے عنوان کے ماتحت حضرت اقدس کا یہ پاک کلام بھی درج ہوا ''مومن کی بڑی قسمت یہ ہے کہ وہ خدا پر ایمان لاتا ہے اور اس کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہے۔جو شخص خدا سے ناامید ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔دنیا تو خود روزے چند اور بے اعتبار ہے۔ایک خدا ہی ہے جس سے خوشی ہے۔وہ قادر ہے اور بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر ہے...... جو شخص نومید ہوا وہ جہنم میں گیا۔اگر ہماری جلد ہمارے بدن سے الگ کردی جائے اور ایک آہنی تنور میں ڈال دیا جائے تب بھی ہم اس خدا سے نومید نہیں ہو سکتے''۔

(مکتوبات احمد جلد 2 ص 423,422)

جب ہم اس پاک کلام کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں تو ایسی تعلیم کی موجودگی میں ہمارے صدمات کیا حقیقت رکھتے ہیں۔پھر حضور فرماتے ہیں یاد رکھو خدا کا ساتھ بڑی چیز ہے۔اگر فرض بھی کرلیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے نہ کوئی مال و دولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کرسکتا ہے۔مومن کو چاہئے کہ قضا وقدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے اور جو ایسا کرتا ہے۔ میرے نزدیک وہی صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔سب سے زیادہ رحمت مومن پر ہی کرتا ہے اور ہر ایک مصیبت کے وقت اسے سنبھالتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اور اگر تمام دنیا ایک طرف ہو اور مومن ایک طرف تو فتح مومن ہی کو دیتا ہے اور اس کی عمر اور عافیت کے دن بڑھاتا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں حضرت مسیح موعود نے انتہائی صبر وشکر رضا و وفا اور توکل علی اللہ اور توسل باللہ کی تعلیم دی ہے۔جو شخص خلوص نیت اور بصیرت کی آنکھوں سے ان سطور کا مطالعہ کرے۔اس کے لئے بڑے سے بڑا امتحان اور ابتلاء بھی باعث رحمت بن سکتا ہے اور وہ پُر درد التجاؤں اور پُرسوز دعاؤں سے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرسکتا ہے۔موجودہ زمانہ کے جملہ اخلاقی اور روحانی مفاسد کا واحد علاج حضرت مسیح موعود کا پاک کلام ہے۔مبارک وہ جو اس سے حقیقی طور پر مستفیض ہو۔وہ دوست جو اپنی کسی کوتاہی یا مصروفیت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ نہیں کرسکتے۔ان کے لئے الفضل کا سلسلہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علم ومعرفت کا ایک بے بہا گنجینہ ہے۔میں نے کئی ایک احمدی احباب سے اس امر کی اہمیت کا ذکر کیا تو انہوں نے یہی خیال ظاہر فرمایا کہ یہ روح پرور ملفوظات ان کی قلبی تسکین اور روحانی اصلاح کا باعث بنتے ہیں۔احمدی تو خدا تعالیٰ کے عاشق ہیں تو اپنے کیوں اس کی طرف متوجہ نہ ہوں گے۔صرف مناسب طریق سے تحریک کی ضرورت ہے۔خدا تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اپنی ہر مفید تجویز کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

(الفضل 4 مارچ 1937ء ص 8)

ایم ٹی اے اور الفضل

ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے ان کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں

ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں

وہ لطف جو ایم ٹی اے میں ہے دنیا کے کسی چینل میں نہیں
اخبار ہے اک الفضل کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں

ا۔ب۔ناصر

کیوں ہمیں ''الفضل'' سے اتنی محبت ہوگئی

کیوں ہمیں ''الفضل'' سے اتنی محبت ہو گئی
کیا نہاں اس میں کسی دلبر کی صورت ہو گئی
جب یہ آیا سامنے ایمان تازہ ہو گیا
روح کو فرحت ملی دل کو مسرت ہو گئی
کفر کو اور شرک کو پامال اس نے کر دیا
منہدم کفار کی ساری عمارت ہو گئی
زلزلہ گور نظامیؔ میں اسی سے پڑ گیا
کرکری شیخی ہوئی زائل کرامت ہو گئی
☆آریہ اہلحدیث و پترکا۔ پرکاش کی
خوب اس اخبار سے ظاہر حقیقت ہو گئی
دوست اس کی قدر سمجھیں اس کو منگوائیں ضرور
حیف ہے صد حیف ہے ۔ جو پست ہمت ہو گئی
عملہ ''الفضل'' بیشک قابل تعریف ہے
ظاہر اس کے کام سے اس کی لیاقت ہو گئی

☆آریہ گزٹ

(حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری)

(الفضل 17/اگست 1918ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مرتبہ: مکرم ندیم احمد فرخ صاحب

اللہ کا ہے عظیم تر احسان الفضل
تاریکیوں میں نور کا سامان الفضل

فضلِ خدا ”اخبار الفضل“

قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کی عظیم کتاب ہے اور ایسی عظمت والی ہے کہ جس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ دو جہانوں کے پیدا کرنے والے کا کلام ہے اور جو یہ کلام لے کر آیا وہ حضرت جبرائیل امین یعنی فرشتوں کے سردار ہیں اور جس وجود پر اترا وہ فخر کائنات اور انبیاء کے سردار ہیں یعنی نبی کریم حضرت محمدؐ۔ قرآن کریم ہدایت راہنمائی کا منبع ہے اور پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوتی رہی ہیں اور ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی انہیں پیشگوئیوں میں سے بعض ایسی ہیں جن کا تعلق آخری زمانہ سے ہے ان پیش خبریوں میں سے ایک کا ذکر خدا تعالیٰ نے سورۃ التکویر میں یوں فرمایا ہے۔

واذاالصحف نشرت
اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

(التکویر:11)

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے نشرو اشاعت کے وسائل کی ترقی کی پیشگوئی فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود اس بارے میں فرماتے ہیں:۔

”قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت اور بھی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ پیشگوئی بھی ہے واذاالصحف نشرت یعنی آخری زمانہ وہ ہوگا جبکہ کتابوں اور صحیفوں کی اشاعت بہت ہوگی گویا اس سے پہلے کبھی ایسی اشاعت نہیں ہوئی تھی یہ ان کلوں کی طرف اشارہ ہے جن کے ذریعہ سے آجکل کتابیں چھپتی ہیں اور پھر ریل گاڑی کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں تک پہنچائی جاتی ہیں“۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد23 ص322)

چنانچہ یہ پیشگوئی اپنی پوری آب و تاب سے ظاہر ہوگئی ہے یہ پیشگوئی بھی تھی اور آخری زمانہ کی نشانی بھی تھی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنے بارے میں ظاہر ہونے والے نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

چھٹا نشان، کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا جیسا کہ آیت واذاالصحف نشرت (التکویر:11) سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کے کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 ص206,205)

چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور دنیا میں مطبع کی ایجاد نے نشرو اشاعت کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کردیا اور کتب شائع ہوئیں رسالے اور اخبارات شروع ہوئے۔اخبارات جو کتاب کی نسبت مختصر مگر معلومات سے پُر اور منٹوں میں پھیل جانے والے ہیں۔

دنیا کا پہلا اخبار

سب سے پہلا اخبار روم میں نکالا گیا جس کا نام ایکٹا ڈیورنا (Acta Diurna) تھا یہ ڈیلی گزٹ 59 قبل از مسیح میں جاری ہوا۔ یہ 17 ویں صدی میں ہاتھ کی لکھی ہوئی کاپی سے باقاعدہ پرنٹنگ فارم میں تبدیل ہوا جو کہ لکڑی کے چوکھٹوں سے کی جاتی تھی۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد26)

پہلا تصویری اخبار 1843ء میں فرانس اور 1899ء میں جرمنی میں جاری ہوا۔ پرنٹنگ کا فن اپنے ابتدائی دور میں جرمن آرٹ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد26 ص435)

انسانی زندگی اور اخبار

روزمرہ کی انسانی زندگی میں اخبار کی افادیت و اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔علمی ترقی حاصل کرنے کے لئے اخبارات کا ہونا بہت ضروری ہے۔چنانچہ حضرت مصلح موعود نے 7 نومبر 1954ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

”ہمارے اندر علمی ترقی کا شوق نہیں لیکن یورپین لوگوں کو علم بڑھانے کا بے حد احساس پایا جاتا ہے اور وہ اس کے لئے باقاعدہ اخبارات اور رسالوں کا مطالعہ رکھتے ہیں ایسی صورت میں ہمارے ملک کے لوگوں کا ان سے مقابلہ ہی کیا ہے کجا ایسا شخص جو دو تین آنے کا اخبار روزانہ خریدتا ہے اور اسے ایک دو منٹ کے اندر دیکھ کر پھینک دیتا ہے اور کجا ہمارا آدمی جو ریل یا بس میں سے کسی کا گرا پڑا اخبار اٹھا کر لے آتا ہے اور پھر اپنی نسلوں کے لئے اسے سنبھال کر رکھ دیتا ہے لازماً وہ شخص جو روزانہ صبح اور شام اخبار خریدتا ہے اور تازہ خبریں معلوم کرتا رہتا ہے وہ اپنے علم میں دوسروں سے بہت آگے ہوگا۔ (مشعل راہ جلد اول ص701)

حضرت مسیح موعود کی اخبار سے دلچسپی

حضرت مسیح موعود کے نزدیک اخبارات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضور اپنے زمانہ کے مشہور ”اخبار عام“ کو شوق سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود روزانہ اخبار عام لاہور منگواتے اور باقاعدہ پڑھتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اول جلد اول ص46 روایت نمبر56)

اور حضرت مسیح موعود اخبارات میں مضامین بھی لکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مضامین اخبار منشور محمدی میں شائع ہوتے رہے۔

حضرت مسیح موعود کے ایک فدائی رفیق حضرت یعقوب علی عرفانی تھے جو ایک صحافی بھی تھے جب انہوں نے آپ سے اخبار نکالنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا:

ہم اس بارہ میں تجربہ نہیں رکھتے۔ اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے مالی بوجھ برداشت نہیں کرسکتی۔ آپ اپنے تجربہ کی بنا پر جاری کرسکتے ہیں تو کرلیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ (تاریخ احمدیت جلد اول ص292)

چنانچہ وہ زمانہ آیا جب قادیان سے حضرت مسیح موعود کے دور میں دو اخبار الحکم اور البدر شائع ہونے شروع ہوئے تو حضرت مسیح موعود نے 20 دسمبر 1902ء کو ان اخبارات کی نسبت فرمایا:

”یہ بھی وقت پر کیا کام آتے ہیں۔ الہامات وغیرہ جھٹ پٹ کر ان کے ذریعہ سے شائع ہو جاتے ہیں ورنہ اگر کتابوں کی انتظار کی جائے تو ایک ایک کتاب کو چھپنے میں کتنی دیر لگ جاتی ہے اور اس قدر اشاعت بھی نہ ہوتی“۔

(البدر 2 جنوری 1903ء ص74)

اور پھر آپ نے ان دو اخباروں کو وہ سعادت بخشی اور وہ عزت بخشی جو رہتی دنیا تک ان کے ناموں کو زندہ و جاوید رکھے گی۔

چنانچہ حضرت اقدس نے فرمایا:

”یہ اخبار (الحکم۔البدر) ہمارے دو بازو ہیں الہامات کو فوراً ملکوں میں شائع کرتے ہیں اور گواہ بنتے ہیں“۔

(بدر 8 جون 1905ء ملفوظات جلد4 ص292)

ان ارشادات سے یہ بات ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک اخبارات اور پھر جماعتی اخبارات کی کیا اہمیت تھی۔

جماعت احمدیہ کا پہلا اخبار

جماعت احمدیہ کا پہلا اخبار الحکم 8/ اکتوبر 1897ء میں شائع ہوا یہ 1897ء تک ریاض ہند پریس سے شائع ہوتا رہا اور پھر 1898ء کے آغاز میں قادیان منتقل ہوگیا۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص641)

اخبار البدر کا اجراء

31/ اکتوبر 1902ء میں بابو محمد فضل صاحب آف مشرقی افریقہ اور ڈاکٹر فیض علی صاحب کی کوشش سے ہفت روزہ البدر شائع ہوا۔ جو القادیان کے نام سے جاری ہوا مگر بعد میں حضرت مسیح موعود نے اس کا نام بدل کر البدر رکھ دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد2 ص221)

اخبار الفضل کا اجراء

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) نے 18 جون 1913ء سے اخبار الفضل جاری فرمایا۔ یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے تجویز فرمایا تھا۔ اخبار الفضل قادیان کے بعد لاہور میں بھی شائع ہوتا رہا اور پھر 31 دسمبر 1954ء سے ربوہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد3 ص444)

اخبار الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

اسی طرح لندن سے شائع ہونے والا ہفت روزہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن جنوری 1994ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔

اخبار الفضل حضرت مصلح موعود کا عظیم کارنامہ

حضرت مصلح موعود کے لازوال اور عظیم کارناموں میں سے ایک عظیم کام جماعت احمدیہ کے ترجمان کے طور پر ایک عظیم اخبار الفضل کا اجراء تھا۔

خلافت اولیٰ کے آغاز سے ہی منکرین خلافت کی طرف سے ریشہ دوانیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا اور بڑھتا ہی جا رہا تھا اور منکرین خلافت دن رات خلافت کے اختیارات کو کم کرنے اور مقام گھٹانے میں دن رات مصروف تھے اور حضرت مسیح موعود کے نام مقام اور حوالہ کے بغیر دین پیش کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ چنانچہ ان حالات میں عین وقت کی ضرورت پر آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سلطان نصیر کے طور پر کھڑے ہوئے اور یہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا یعنی اخبار الفضل کا اجراء فرمایا۔

استخاروں اور دعاؤں سے آغاز

الفضل کے اجراء سے قبل حضرت مصلح موعود

نے استخارہ بھی کیا اور دعاؤں سے اجراء فرمایا۔ چنانچہ حضور خود فرماتے ہیں:۔

اس بات کو خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے کہ کن کن دعاؤں اور استخاروں کے بعد ہم نے الفضل کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔

(الفضل 15/اکتوبر 1913ء)

الہامی نام

الفضل ایک ایسا اخبار ہے جس کے آغاز سے قبل استخارہ اور دعائیں کی گئی تھیں اور اس عظیم اخبار کا نام بھی الہامی تھا۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا:

مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ الفضل نام رکھو۔

(الفضل 19 نومبر 1914ء ص3)

چنانچہ حضرت مصلح موعود نے اس بات کا یوں اظہار فرمایا کہ اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام الفضل فضل ہی ثابت ہوا۔

(انوار العلوم جلد 8 ص 371)

الفضل اور ہماری ذمہ داری

اس وقت دنیا میں بہت سے اخبارات ہیں مگر اس مقام اور مرتبہ اور اہمیت کا حامل کوئی اخبار نہیں ہے۔ ایسا اخبار جس کے اجراء سے قبل استخارے کئے گئے دعائیں کی گئیں اور جس کا نام بھی الہامی ہے۔ چنانچہ ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس اخبار کے مطالعہ کی کیا اہمیت ہے اور ہم اس سے کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ خلفاء احمدیت ہمیں وقتاً فوقتاً اس کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس روحانی مائدے سے خود بھی سیر ہوں اور اپنی اولاد کو بھی سیر کریں۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود بانی الفضل فرماتے ہیں:۔

''ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی ہے جو اپنے آپ کو ارسطو اور افلاطون کا بھائی سمجھتے ہیں انہیں توفیق بھی ہوتی ہے اور اخبار کی خریداری کی استطاعت بھی رکھتے ہیں مگر جب کہا جاتا ہے کہ آپ الفضل کیوں نہیں خریدتے تو کہہ دیتے ہیں اس میں کوئی ایسے مضامین نہیں ہوتے جو پڑھنے کے قابل ہوں۔ ان کے نزدیک دوسرے اخبارات میں ایسے مضامین ہوتے ہیں جو پڑھے جانے کے قابل ہوں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں کہ وہ انہیں سنیں اور ان کے پڑھنے کے لئے اخبار خریدیں ایسے لوگ یقیناً وہمی ہوتے ہیں اور ان میں قوت موازنہ نہیں پائی جاتی۔

میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اسے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس میں کئی باتیں نظر آجاتی ہیں آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔

ہماری اخباری زندگی اتنی مضبوط نہیں جتنی کہ ہونی چاہئے حالانکہ یہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں اشاعت کے مراکز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر اخبارات کے متعلق ہماری جماعت کی وہی حالت ہو جائے جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں تھی تو اخبار الفضل کے روزانہ ہونے کے باوجود کم از کم پانچ ہزار خریدار پیدا ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہمارے دوستوں کے اندر وہی روح پیدا ہو جائے کہ وہ کہیں ہم نے بہرحال اخبار خریدنا ہے چاہے ہمیں پڑھنا آتا ہو یا نہ آتا ہو۔

اگر یہ لوگ اپنے اندر زندگی کی حقیقی روح پیدا کریں اور عورتوں اور بچوں اور ان لوگوں کو نکال بھی دیا جائے جو انتہائی غربت کی وجہ سے کسی اخبار کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم از کم بیس ہزار لوگ یقیناً ہماری جماعت میں ایسے موجود ہیں جو سستا یا مہنگا کوئی نہ کوئی اخبار خرید سکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اس طرف توجہ نہیں کی جاتی اور ان کا نفس یہ عذر تراشنے لگ جاتا ہے کہ اور چندوں کی کثرت کی وجہ سے ہم اخبار نہیں خرید سکتے حالانکہ اس قسم کے چندے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی تھے اور گو اس وقت عام چندہ کم تھا مگر ایسے مخلص بھی موجود تھے جو اپنا تمام اندوختہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے''۔ (انوار العلوم جلد 14 ص 543)

آپ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:۔

''اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔ (روزنامہ الفضل 31 دسمبر 1954ء)

الفضل کے حوالہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مورخہ 27 جنوری 1967ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے خطاب میں فرمایا:

''سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو۔ ابھی جماعت کے حالات ایسے ہیں کہ شاید ہر گھر میں الفضل نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جماعت کے حالات ایسے نہیں کہ ہر گھر اس سے فائدہ بھی نہ اٹھا سکے۔ اگر ہر جماعت میں الفضل پہنچ جائے اور جو بڑی جماعت ہے اور اس کے آگے کئی حلقے ہیں اس کے ہر حلقہ میں الفضل پہنچ جائے اور الفضل کے مضامین وغیرہ دوستوں کو سنائے جائیں تو ساری جماعت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ خصوصاً خلیفہ وقت کے خطبات اور مضامین اور درس اور ڈائریاں وغیرہ ضرور سنائی جائیں۔ خصوصاً میں نے اس لئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ بنایا ہے۔

پس الفضل کی اشاعت کی طرف جماعت کو خاص توجہ دینی چاہئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو الفضل خریدنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچنی چاہئے جو مرکز کی طرف سے اٹھتی ہے اور خلیفہ وقت جو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ ہے اس کی طرف آپ کے کان ہونے چاہئیں اور اس کی طرف آپ کی آنکھیں ہونی چاہئیں اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں (دین حق) جلد تر غالب ہو جائے''۔

(روزنامہ الفضل 28 مارچ 1967ء)

اخبار الفضل کی اہمیت کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع انصار اللہ یو۔ کے سے خطاب کرتے ہوئے 4/اکتوبر 2009ء کو فرمایا:

''حضرت مصلح موعود نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔ لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعود جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شائد ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شائد مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے''۔

(انوار العلوم جلد 14 ص 546,545)

(بحوالہ الفضل 28 جنوری 2010ء)

قیمتی سرمایہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے''۔ (الفضل 28 مارچ 1946ء)

میں اپنی گزارشات کا اختتام حضرت مصلح موعود کی اس رقت انگیز دعا پر کرتا ہوں جو آپ نے الفضل کے پہلے شمارے میں فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:۔

''خدا کے نام اور اس کے فضلوں کے احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے الفضل جاری کرتا ہوں۔ ...... میرے حقیقی مالک میری متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے۔ تیرے پاک رسول کے نام کے بلند کرنے اور تیرے مامور کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے۔ ...... اے میرے مولیٰ اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی راستہ دکھا۔ لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا''۔ آمین

بقیہ صفحہ 1 حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ارشاد

میں بھی ایسی باتیں سوچے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''نفس تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفس امارہ، ایک لوامہ اور تیسرا مطمئنہ۔ پہلی حالت میں تو صم بکم ہوتا ہے۔ کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے۔ امارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم ص 81)

اب آپ دیکھیں کہ دنیا کے اکثر انسانوں کی یہی حالت ہے۔ وہ دنیا طلبی میں، دنیا کی لذتوں میں ان کے حصول میں ایسا محو، ایسا گم ہے کہ ان کو کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ ان کی زندگی کیسی بسر ہو رہی ہے، کیوں بسر ہو رہی ہے، کون سا ان کا رخ ہے، کس جہت میں آگے بڑھ رہے ہیں؟ وہ اپنی ذات کی فوری ضروریات میں محو اور ان ضروریات کے حصول کے لئے کوشاں اور دنیا طلبی سے اس قدر مغلوب ہو چکے ہوتے ہیں کہ ان کو گردوپیش کی کسی انسانی جذبے کی ہوش ہی نہیں رہتی۔ تمام زندگی ان کی مطلب پرستی میں گزر رہی ہوتی ہے اور ان کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں تو اپنے جھوٹ کا پتا نہیں لگتا۔ بدکرداری کر رہے ہوتے ہیں تو بدکرداری کا پتا نہیں لگتا۔ ظلم اور تعدی سے کام لے رہے ہوتے ہیں اس کی ہوش نہیں ہوتی۔ آپ فرماتے ہیں ان کی حالت صم بکم کی ہوتی ہے۔ اب آپ دیکھیں صم بکم میں آپ نے اس پہلو پر کتنی عظیم الشان روشنی ڈال دی کیونکہ آپ نے یہ قرآن کریم سے مستعار لی ہے اصطلاح۔

(خطبات طاہر جلد 8 ص 661)

اخبار پڑھنے کی عادت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

مجھے اخبار پڑھنے کی عادت ہے اور جب تک پڑھ نہ لوں چین نہیں آتا۔

(انوار العلوم جلد 4 ص 92)

الفضل کی عظیم خدمات اور اس کی توسیع اشاعت

مکرم ناظر صاحب دعوت الی اللہ کی 74 سال پہلے کی یادگار تحریر

قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ اشاعت ہدایت کا زمانہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر ہے کہ وہ اس زمانہ میں (دین) کو پھر عروج عطا کرے اور اسے دنیا کے تمام اکناف میں پھیلا دے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق کے لئے جب اپنے مامور حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا تو آپ کو جہاں اور بہت سے القابات و خطابات سے سرفراز فرمایا۔ وہاں آپ کا ایک نام سلطان القلم بھی رکھا اور پھر آپ کے پیغام کو دنیا میں بسرعت پہنچانے کے لئے اس نے مطابع جاری کر دیئے۔ ریل چلا دی۔ تار کا سلسلہ قائم کر دیا اور اس طرح اشاعت (حق) کے لئے وہ تمام سہولتیں مہیا کر دیں جن سے کام لیتے ہوئے دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پیغام حق پہنچایا جا سکتا ہے۔

غرض موجودہ دور نشرو اشاعت ہدایت کا دور ہے اور اس میں وہی قوم زندہ قوم کہلا سکتی ہے جس کی آواز تمام عالم میں گونج رہی ہو۔ جس کے خیالات و افکار تمام دنیا پر اثر انداز ہوں اور جس کی کوششیں کسی ایک خطہ تک محدود نہ ہوں۔ بلکہ عالمگیر حیثیت رکھتی ہوں......

سلسلہ کا یہ لٹریچر جس کی اشاعت جماعت کے ذی استطاعت اصحاب کا فرض ہے۔ کئی قسم میں منقسم ہے اور ان میں سب سے مقدم حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کرام کی کتب کی اشاعت ہے لیکن اس سے اتر کر جماعت کا جو فرض ہے اور جس سے بے اعتنائی یقیناً جماعت کی ترقی اور کامیابی کو پیچھے ڈالنے والی ہے۔ وہ اخبارات سلسلہ کی اشاعت بڑھانے کے متعلق اس کی ذمہ داری ہے۔ بہت سے اصحاب ایسے ہیں جو استطاعت رکھتے ہوئے کوئی اخبار نہیں خریدتے۔ حتیٰ کہ الفضل جو سلسلہ کا آرگن ہے اور جس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نہایت قیمتی خطبات شائع ہوتے ہیں۔ اس سے بھی محروم ہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو ناداری اور غربت کی وجہ سے اس کے سالانہ چندہ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

الفضل بظاہر ایک ویسا ہی اخبار ہے جیسے دنیا سے اور سینکڑوں اخبار نکلتے ہیں لیکن روحانی بصیرت رکھنے والے جانتے ہیں کہ وہ نہایت ہی قیمتی چیز ہے۔ وہ بظاہر چند ورق ہوتے ہیں مگر ان میں خلیفہ وقت کی آواز ہوتی ہے۔ وہ سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود کی نصائح کا عطر یز مجموعہ ہوتے ہیں۔ وہ مرکز سلسلہ کے ایمان افروز حالات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ وہ علمائے سلسلہ کے باطل شکن مضامین کا خوش آئندہ مرقع ہوتے ہیں وہ ملکی اور سیاسی معاملات پر تنقید کا بہترین نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ ہندوستان اور ممالک غیر میں دعوت الی اللہ کی خوشخبریاں پیش کرتے ہیں۔ غرض اس کے بارہ یا سولہ صفحات کاغذ کے اوراق نہیں بلکہ علم اور روحانیت کا خزانہ ہیں۔ وہ بیمار ارواح کی صحت اور کمزور نفوس کی تربیت کا ذریعہ ہیں۔ ان سے جماعت کو تعلیم ملتی ہے۔ ان سے جماعت کی تربیت ہوتی ہے۔ ان سے جماعت کی روحانی امراض کا علاج ہوتا ہے۔ ان سے جماعت کو دعوت الی اللہ کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ ہتھیار میسر آتے ہیں اور وہ عشاق مسیح موعود کے بیتاب دلوں کو خاندان مسیح موعود کے رخشندہ گوہروں کی خبر و عافیت کی خبر پہنچا کر تسکین و طمانیت بخشتا ہے۔

غرض الفضل حقیقی معنوں میں افضال الٰہیہ کی ایک بارش ہے۔ جو بنجر زمین کو بھی رشک گلزار بنا دیتی ہے۔ مگر افسوس کہ اس مؤثر ترین حربہ سے جماعت کا کثیر حصہ غافل ہے اور ایک حصہ ایسا بھی ہے جو اپنی ناداری اور افلاس کی وجہ سے الفضل کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ ایسے حالات میں میں جماعت کے مخلصین کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ الفضل کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں اور جو لوگ استطاعت رکھنے کے باوجود الفضل نہیں خریدتے۔ انہیں ضرور خریدار بنائیں۔ اس کے ساتھ ہی میں ذی استطاعت احباب کی توجہ ان افراد اور جماعتوں کی طرف منعطف کراتا ہوں جو اپنے دل میں الفضل پڑھنے کا بے حد اشتیاق رکھتی ہیں۔ مگر غربت اور مالی مشکلات ان کے لئے سنگ راہ ہیں۔

وہ پیاسے ہیں مگر ان کے منہ میں پانی کا گھونٹ ڈالنے والا کوئی نہیں۔

وہ بھوکے ہیں مگر انہیں روٹی کا ایک لقمہ دینے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ اپنے دائیں اور اپنے بائیں دیکھتے اور پھر عالم مایوسی میں ہمیں دردمندانہ درخواستیں بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں آؤ ہماری خبر لو۔ چنانچہ آجکل ایسی درخواستیں بہت کثرت سے آرہی ہیں۔ اگر الفضل کی مالی حالت مضبوط ہوتو کسی حد تک ان مطالبات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ مگر الفضل کی مالی حالت ایسی نہیں۔ ایسی صورت میں یہی ہوسکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے صاحب استطاعت اور مخیرّ اصحاب سے درخواست کی جائے کہ آپ کے کچھ بھائی جنہیں مشیت ایزدی نے وسعت مالی سے محروم کر رکھا ہے۔ آپ لوگوں کی طرف نگاہیں اٹھائے بیٹھے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا نے آپ کو جو وسعت عطا فرمائی ہے۔ آپ اس نعمت کے شکر میں صدقہ جاریہ کے طور پر ان کے نام الفضل جاری کرائیں۔ اگر آپ ان کی پکار کو منظور کریں گے تو آپ کو ان دردمندوں کی دعائیں حاصل ہوں گی۔ علاوہ ازیں آپ گھر بیٹھے اس فریضہ دعوت الی اللہ کی ادائیگی سے ایک حد تک سبکدوش ہوسکیں گے۔ جو تحریر کے ذریعہ دعوت الی اللہ کرنے کے ضمن میں آپ پر عائد ہوتا ہے۔ اگر ہماری جماعت کے صاحب حیثیت اصحاب اس طرف توجہ فرمائیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ کئی غربا اور شکستہ دلوں کی دعائیں لیں گے اور رب العرش ان پر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ خلیفہ وقت کی آواز کو جو حقیقتاً خدا تعالیٰ کی آواز کے مترادف ہے۔ ان لوگوں تک پہنچا رہے ہوں گے۔ جن کے کان تو شنوا ہیں مگر افلاس کی دیوار حائل ہونے کی وجہ سے وہ ابھی ہماری آواز کو نہیں سُن سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری جماعت کے مستطیع اصحاب کے دلوں کو کھول دے۔ تا وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنے مضطر اور غریب بھائیوں کی خبر گیری کریں۔

(الفضل 17 ستمبر 1937ء)

اصلاح نفس کے طریق از حضرت مصلح موعود

سلسلہ کے اخبارات کے مطالعہ سے تازگی پیدا ہوتی ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود نے ایک نومبائع ڈپٹی کلکٹر کو مکتوب میں فرمایا:۔

’’مکرمی السلام علیکم۔ آپ کا خط بیعت کا آج ملا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ جو روکیں آپ نے اس وقت تک بیعت کے راستہ میں بیان فرمائی ہیں۔ درحقیقت وہ ایک غلطی ہے۔ جو اس زمانہ میں بہت لوگوں کو لگی ہوئی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مذہب اس وقت اختیار کرنا چاہئے جب انسان کے اعمال درست ہو جائیں۔ حالانکہ مذہب ہی تو انسان کے اعمال درست کرتا ہے۔ اگر مذہب کے اختیار کرنے کے بغیر ہی انسان کے نفس کی اصلاح ہوسکتی تو پھر تو مذہب کی ضرورت ہی بہت کم رہ جاتی ہے۔ اعمال صالحہ صحیح عقائد کا نتیجہ ہیں اور عقائد کی درستی کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرے جو انسان کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور ہو کر آتے ہیں۔ ان کی حیثیت ایک استاد کی سی ہوتی ہے کہ جس کا کام جاہل کو عالم بنانا اور عالم کو اپنے علم میں کامل کرنا ہوتا ہے۔ جب آپ نے ہر قسم کی رکاوٹوں سے قطع نظر کر کے صداقت کو قبول کیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کی ہدایت اور راہنمائی کرے گا۔ ہاں ایک حد تک کوشش انسان کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ایک بات کو آپ یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے بہت فوائد حاصل ہوں گے۔ وہ یہ ہے کہ جو شاخ تنے سے جدا ہوتی ہے۔ وہ سوکھ جاتی ہے۔ تعلقات کا قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ جہاں تک ہوسکے قادیان آنے کی کوشش کریں۔ جب تک نہ آسکیں کبھی کبھی خط لکھتے رہیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے دعا کروں گا۔ آپ جہاں تک ہوسکے اچھی طرح نماز میں باقاعدگی کی کوشش کریں اور اپنے مقدور بھر روزے بھی رکھیں۔ باقی کمزوری تو آہستہ آہستہ ہی دور ہوگی۔

جوں جوں معرفت ترقی کرتی ہے۔ اعمال میں درستی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ میری طبیعت آگے سے بہت اچھی ہے۔ چونکہ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ اس بیماری کے دفعیہ کے لئے فوراً کسی سمندری ساحل پر چلے جانا چاہئے۔ اس لئے میں چند یوم کے لئے باہر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا جلد ہی قادیان واپس آجاؤں گا۔ اگر کوئی خط لکھیں تو بیشک قادیان کے پتہ پر لکھیں پہنچ جائے گا۔ **سلسلہ کے حالات کی واقفیت کے لئے قادیان کا کوئی اخبار منگوایا کریں۔ اس سے تازگی ہوتی ہے۔** وہاں کی جماعت کے لوگوں سے ملتے رہیں۔ انسان کی زندگی کا واقعہ میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا بہت ہیں جو آخری وقت اپنے نفس کو بے فائدہ ملامت کرتے ہیں۔ پھر اس وقت واپس لوٹنا مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو‘‘۔

(الفضل 18 مئی 1918ء)

تاریخ الفضل کا ایک ورق

1953ء میں الفضل کی بندش اور فاروق کا اجراء

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب قائم مقام ایڈیٹر بھی رہے

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب مربی سلسلہ 25/اکتوبر 1929ء کو اٹھوال میں پیدا ہوئے۔ان کے حالات زندگی ان کے بیٹوں نے رب ارحمھما کے نام سے مرتب کئے ہیں۔ محترم مولانا کو بھی الفضل سے خاص تعلق تھا اور 1953ء میں ایک خصوصی خدمت کا موقع ملا۔ اس کتاب سے متعلقہ حصہ درج کیا جاتا ہے۔

ابا جان ابتدائی تعلیم اٹھوال میں حاصل کر کے قادیان چلے آئے اور یہاں ہائی سکول میں داخل ہوگئے۔قادیان کے ماحول نے دل اتنا موہ لیا کہ تعطیلات میں بھی محض چند دنوں کے لئے گاؤں جا کر واپس قادیان آجایا کرتے۔ چھوٹی عمر سے آپ کی یہ عادت تھی کہ الفضل اخبار اول سے آخر تک پڑھتے۔نصابی کتب کے علاوہ سلسلہ کی بہت سی کتب اور دیگر لٹریچر اور نظم ونثر کی بہت سی کتابیں آپ ساتویں آٹھویں جماعت میں پڑھ چکے تھے۔

1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور وقف کی تحریک فرمائی تو آپ کو وقف کا فارم پُر کر کے حضور کی خدمت میں بھجوانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ تحریک جدید کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا حکم ملا کہ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ اس کی تعمیل کرتے ہوئے آپ ادھر منتقل ہو گئے۔

1950ء میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پھر ربوہ جامعۃ المبشرین میں داخل ہوئے۔ 1952ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا۔ جس کے بعد تحریک جدید وکالت تبشیر کی طرف سے سیرالیون کے لئے نامزدگی ہوئی۔

روزنامہ الفضل پر جبری تعطل کے عرصہ میں صحافتی خدمات

بیرون ملک جانے کی تیاری ہو ہی رہی تھی کہ 1953ء میں روزنامہ الفضل بند ہوگیا۔لاہور سے ایک ہفت روزہ ''فاروق'' جاری ہوا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا یہ پیغام شائع ہوا تھا کہ خدا میری مدد کے لئے دوڑتا چلا آرہا ہے۔حضور کا یہ پیغام لاہور لے جانے کی سعادت ابا جان کے حصے میں آئی۔اس اخبار کا ایڈیٹر ابا جان کو مقرر کیا گیا۔جس کی تین اشاعتوں کے بعد مارشل لاء نے اسے بھی بند کر دیا۔ابا جان مرکز کی ہدایت کی تعمیل میں ربوہ آگئے۔ دفتر وکالت تبشیر نے آپ کے پروگرام کے بارے میں حضور سے ہدایت طلب کی تو حضور نے فرمایا اس وقت سلسلہ کو جرنلسٹوں کی ضرورت ہے۔اسے کراچی بھجوا دیا جائے۔ وہاں ''المصلح'' میں کام کا تجربہ حاصل کرے اور مجھے رپورٹ دیا کرے۔ چنانچہ ابا جان حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد کراچی چلے گئے۔ جہاں اس وقت اخبار کے انچارج محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر تھے۔

جبری تعطل کا عرصہ ختم ہونے پر الفضل کا اجراء

اسی دوران الفضل کی بندش کا عرصہ ختم ہوگیا۔ 10 مارچ 1954ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر قاتلانہ حملہ ہوا۔اگلے ہی روز 11 مارچ کو ابا جان کو بذریعہ ٹیلی گرام ربوہ بلوایا گیا۔ چنانچہ 13 مارچ کی شام کو ابا جان چناب ایکسپریس سے ربوہ پہنچے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔زخم کی وجہ سے حضور لیٹے ہوئے تھے۔آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے ملنے کی ہدایت فرمائی نیز فرمایا کہ ان سے ہدایات لے کر لاہور جا کر فوراً ''الفضل'' جاری کردو۔ اس کی پابندی کا عرصہ ختم ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت ابا جان نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی رہائش گاہ پر حاضر ہو کر انہیں حضور کے ارشاد سے مطلع کیا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ تم کل صبح ہی لاہور چلے جاؤ اور اللہ کا نام لے کر جیسے بھی ہو ''الفضل'' جاری کردو خواہ دو صفحہ ہی کا کیوں نہ ہو۔ حضرت صاحب کی صحت کی خبریں جماعت کو جلد جلد پہنچتی رہنی چاہئیں۔ وہاں الفضل کے خریداروں کے پتہ جات بھی ہوں گے۔ انہیں اور ایجنسیوں کو اخبار بھجوانا شروع کر دیں۔ مزید فرمایا کہ آپ جا کر کام شروع کر دیں پھر کراچی سے دوسرا عملہ بھی آجائے گا۔ اس پر ابا جان نے عرض کی کہ حضور کی صحت کے پیش نظر اب حضور سے تو عرض نہیں کیا جا سکتا اگر آپ ہی ایک مختصر سا پیغام مجھے لکھوا دیں تو میں الفضل کے اس نئے دور کے پہلے پرچے میں اسے شائع کر دوں۔ فرمانے لگے بہت اچھا! کل لاہور جاتے وقت صبح صبح مجھ سے لیتے جائیں۔ چنانچہ 14 مارچ کی صبح کو ابا جان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ حضرت میاں صاحب نے اپنا تحریری پیغام بھی عطا فرمایا اور دعا سے رخصت بھی فرمایا۔ یہ پیغام الفضل کے نئے دور کے پہلے پرچہ میں 14 مارچ کو ہی لاہور سے شائع ہوا۔ تاریخ اس پر 15 مارچ کی تھی۔ صرف دو صفحہ کا پرچہ تھا۔ وہ بھی نہایت جلدی اور افراتفری میں مرتب کیا گیا۔ نہ کوئی کاتب تھا اور نہ کوئی دوسرا معاون۔ بڑی مشکل سے محترم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی کے ذریعہ ایک بزرگ اور معمر کاتب مکرم سلطان احمد صاحب کو تلاش کیا گیا۔ وہ بہت کمزور اور ضعیف ہو چکے تھے لیکن بہرحال ہنگامی ضرورت تھی۔ جیسے بھی ہوا انہوں نے دو صفحے لکھ دیئے۔

ابا جان الفضل کے اس نئے دور کے قائم مقام ایڈیٹر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پھر المصلح کا عملہ کراچی سے آگیا اور ابا جان کو پھر روزنامہ المصلح کی ادارت کے لئے کراچی بھجوا دیا گیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد نمبر 17 ص 275)

نظارت حفاظت اور ہفت روزہ خورشید میں خدمت

جولائی 1956ء میں حضور کے ارشاد کی تعمیل میں واپس ربوہ آگئے۔ فتنہ منافقین کے مقابلے کے لئے نظارت حفاظت کا قیام عمل میں آیا تو وہاں خدمات سپرد ہوئیں۔ 1957ء میں راولپنڈی سے ہفت روزہ ''خورشید'' جاری ہوا۔ اس کی ادارت بھی آپ کے سپرد رہی۔ 1958ء کے مارشل لاء سے اس کی اغراض دب گئیں۔ اخبار کچھ عرصہ تک جاری رہا۔ لیکن ابا جان مرکز کی ہدایات کے مطابق واپس ربوہ آگئے۔

(رب ارحمھما ص 11 تا 14)

محترمہ خولہ بسالت صاحبہ۔ پشاور

الفضل برکات خلافت کے پھیلاؤ کا ذریعہ ہے

قارئین الفضل کی خدمت میں، میں آج برکات خلافت اور قبولیت دعا کا بے مثال اور آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے لگی ہوں۔ جس سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکے گا کہ الفضل ہمارے لئے کسی رحمت سے کم نہیں۔

میرا بیٹا مونس احمد ایک واقف نو بچہ ہے۔ پیدائش سے لے کر اس کو ایک مخصوص سی بیماری معلوم ہوتی تھی۔اس کے بڑے پیشاب میں مسلسل چربی آرہی تھی۔ پشاور اور ربوہ کے بہت بڑے ڈاکٹرز سے بھی اس کا چیک اپ کروایا مگر دوائی کے استعمال کے شروع میں فرق معلوم ہوتا اور جیسے ہی کورس ختم ہوتا۔ اس کی وہی تکلیف دوبارہ سے شروع ہو جاتی۔ اس بیماری کی وجہ سے وہ خاصی تکلیف میں تھا۔اس کی وجہ سے نہ تو وہ کچھ کھاتا پیتا اور نہ ہی ٹھیک سے سو سکتا تھا۔ اس حالت کی وجہ سے ہم لوگ خاصے پریشان تھے۔ عیدالفطر پر میرا ربوہ اپنے امی ابو کے گھر جانا ہوا۔ ابوجان نے اس کی طبیعت دیکھی تو وہ بھی خاصے پریشان دکھائی دیئے اور کہا کہ میں الفضل میں دعا کے لئے لکھوں گا۔ ہم لوگ بھی اس بات سے خوش ہوئے۔ پھر یکم اکتوبر 2010ء کی الفضل میں دعا کے لئے اعلان چھپ گیا۔ کچھ دنوں میں ہمیں احساس ہوا کہ بیماری میں کمی واقع ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ ختم ہوتی جارہی ہے۔ پھر جہاں پورا پیشاب چربی سے بھرا آتا ایک ذرہ اور نام ونشان تک نہیں رہا۔ یہ دیکھ کر گھر کے تمام لوگ حیران تھے کہ ایسا کیا ہوا ہے کہ جو تکلیف ایک سال میں ختم نہیں ہوسکی کچھ دنوں سے بالکل ختم دکھائی دے رہی تھی۔ تمام علامات غائب ہو چکی تھیں۔ ہم اسی حیرانگی میں تھے کہ ایک دن ابوجان کا فون آیا انہوں نے مجھے بتایا کہ الفضل میں دیکھ کر دعا کرنے کے بعد مجھے دو تین لوگوں کے خطوط بھی موصول ہوئے ہیں کہ ہم نے اس بچے کے لئے دعا کی ہے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ تو سراسر برکات خلافت اور قبولیت دعا کا ایک معجزانہ نشان ہے۔ آنکھوں سے آنسو امڈ آئے اور دل خداتعالیٰ کی حمد وثنا سے بھر گیا کہ کیا ہی کریم اور شفیق خدا ہے جس نے ہمیں خلافت جیسی بیش بہا اور اسی کے دم سے الفضل جیسی خوبصورت نعمت سے نوازا ہے۔ جس کے ذریعہ سے تمام دنیا کے احمدی نہ صرف ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے اس قدر درد دل سے دعا کرتے ہیں کہ جیسے وہ خون کے رشتے سے بندھے ہوں اور درحقیقت وہ خون خلافت ہے جو تمام دلوں کو مضبوطی سے جوڑے ہوئے ہے اور اس بات کا معجزانہ نشان میرا اپنا بیٹا جو صحت یابی کے ساتھ کھیل رہا تھا دکھائی دیا۔ آخر میں میں ان تمام قارئین کا جنہوں نے میرے بیٹے کی صحت یابی کے لئے دعا کی شکر بار ہوں اور بھرپور احترام کے ساتھ اس کے نیک سیرت اور خادم دین بننے کے لئے دوبارہ دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ خداتعالیٰ اسے اپنے سایہ شفقت میں قبول فرمائے اور یہ دین اور دنیا کی ترقیات حاصل کرنے والا صحت مند انسان بنے۔ (آمین)

فرخ سلطانی

الفضل سے احباب جماعت کی محبت

مکرم منیر احمد صاحب بانی ابن حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی لکھتے ہیں:۔

خداتعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مصلح موعودکو لاکھوں عشاق عطا فرمائے۔ لیکن یہ خاکسار جب حضور پر عاشق ہوا۔تو میری عمر صرف پانچ سال کی تھی۔اخبار الفضل اور دوسرے دینی رسائل ہماری دوکان پر آتے تھے۔حضرت والد صاحب مرحوم میاں محمد صدیق صاحب بانی شام کو گھر آتے۔تو ان اخبارات و رسائل سے حضور کا کلام معرفت اور احباب جماعت کو نصائح آسان زبان میں بچوں کے ذہن نشین کراتے۔

(الفضل 28 فروری 2011ء)

مکرم ماسٹر احمد علی صاحب لکھتے ہیں:۔

خاکسار کو اپنی اہلیہ کے ناطے گولیکی جانے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔وہاں کے افتخار احمد تاج صاحب کی دونوں ہمشیرگان اور والدہ کو مطالعہ کتب کرتے گھر میں دیکھتا رہا ہوں یہ لکھوں تو سچ ہے مجھے خود بھی تاج صاحب کے گھر گولیکی جا کر اور موضع مونگ میں ان کے ننھیال کے گھر جو میری اہلیہ کے بھی ننھیال کا گھر ہے جا کر مطالعہ کرنے کا چسکا لگا ہے۔متعدد دینی کتب اور کثرت سے جماعتی لٹریچر مونگ اور گولیکی دونوں گھروں میں موجود ہوتا تھا اور گھر کے بڑے چھوٹے افراد اپنی دلچسپی اور ذوق کی کتب اور رسائل لاتے اور مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ پیر افتخار احمد تاج صاحب جماعتی اور ملکی اخبارات اور رسائل کا مطالعہ بھی ساتھ ساتھ جاری رکھتے تھے۔روزنامہ الفضل اور کوئی ایک ملکی اخبار اپنے نام منگواتے اور مطالعہ کرتے تھے جن میں سے بعض کالم نگاروں کی جو تحریر پسند کرتے اخبار اٹھا کر میرے گھر دوڑے آتے اور مجھ سے مل کر اس پر تبصرہ بھی کرتے تھے یہ دیکھ کر مجھے بھی روزانہ ملکی اخبار مطالعہ کرنے کا شوق ہوا اور ان کا تجویز کیا ہوا ملکی اخبار میں نے بھی اپنے نام منگوانا شروع کر دیا۔روزنامہ الفضل تو پہلے ہی کافی عرصہ سے ہمارے گھر جاری تھا۔

(الفضل 7 مارچ 2011ء)

مکرمہ مبارکہ شمس صاحبہ اپنی والدہ محترمہ امۃ القیوم شمس صاحبہ کے متعلق لکھتی ہیں:۔

الفضل سے حد درجہ محبت تھی۔اگر کبھی دیر ہو جاتی تھی تو بار بار گیٹ کے چکر لگاتی تھیں کہ ابھی تک آیا نہیں اور پکڑ کر پہلا صفحہ سب سے پہلے پورا پڑھتی تھیں۔

جس طرح آپ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پال کر بڑا کیا کہتی تھیں اگر کسی معاملہ میں پریشان ہو جاتی تھی تو اکثر الفضل کے پہلے صفحہ پر موجود حضرت مسیح موعود کے ارشادات اسی موضوع پر ہوا کرتے تھے اور میرا دل تسلی اور اطمینان سے بھر جاتا تھا۔وفات سے چندروز پہلے بھی جس رات ہارٹ اٹیک ہوا مجھے کہنے لگیں آج کا الفضل نہیں پڑھا۔اس کا پہلا صفحہ مجھے پڑھ کر سنا دو اور میں نے پورا صفحہ پڑھ کر سنایا۔

باقی ماہانہ رسائل اور نئی شائع ہونے والی کتابیں بھی شوق سے پڑھتی تھیں۔

(الفضل 27 اپریل 2011ء)

محترمہ فرح انور ورک اپنی والدہ رضیہ اختر صاحبہ کے متعلق لکھتی ہیں:۔

امی کی ایک آنکھ کی نظر تو ان کی جوانی میں ہی ضائع ہوگئی تھی اور دوسری آنکھ بھی اب کافی کمزور تھی اس کے باوجود روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور الفضل کا مطالعہ شروع سے لے کر آخر تک کرتیں۔ (الفضل 5 جنوری 2011ء)

مکرم محمود احمد خالد صاحب اپنے والد مکرم میاں محمد شریف صاحب کے ذکر میں لکھتے ہیں:۔

بہت سے ضرورت مند احمدی گھرانے جو کسی کی نظر میں نہیں تھے آپ کی وجہ سے علم میں آئے آپ پہلے خود ان کی مدد کرتے اگر ان کی حالت ایسی ہوتی کہ نظام جماعت کی مدد کی ضرورت ہوتی تو پھر آپ صدر صاحب جماعت کے علم میں یہ بات لاتے کہ فلاں احمدی گھرانے کی یہ پریشانی ہے۔اسی طرح الفضل اخبار آپ بیت الذکر سے لا کر گھروں میں پہنچاتے یہ حالانکہ ان کا کام نہیں تھا لیکن خدمت خلق کے جذبہ سے آپ یہ کام بھی کرتے تھے۔ (الفضل 5 مئی 2011ء)

محترمہ جمیلہ رانا اپنی بہن امۃ السلام صاحبہ کے متعلق لکھتی ہیں:۔

آخری عمر تک کتب حضرت مسیح موعود اور الفضل اخبار آپ کی روحانی غذا تھی جب تک الفضل اخبار ایک ایک لائن نہ پڑھ لیتیں ان کو روحانی سکون نہیں ملتا تھا۔ (الفضل 29 جولائی 2010ء)

محترمہ راشدہ تسنیم خان صاحبہ اپنے والد ڈاکٹر خیر الدین بٹ صاحب کے متعلق لکھتی ہیں:۔

اباجی نے ڈاکٹر کی حیثیت سے سروس کا آغاز پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد سے کیا تھا۔ جہاں مکرم حافظ محمد عبداللہ صاحب والد ماجد مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سے واقفیت ہوئی۔ خان صاحب مرحوم ڈاکٹر صاحب کے پاس ہر روز اخبار الفضل کا شمارہ چھوڑ جاتے۔ ڈاکٹر صاحب اخبار کا پروپیگنڈا خیال کرتے ہوئے ہاتھ نہ لگاتے۔دوسرے آنے والے لوگ اخبار کا مطالعہ کرتے۔ایک دن اباجی نے جرأت کرکے اخبار کھول کر پڑھنا شروع کیا تو باتیں دل کو لگیں، پھر تو سب سے پہلے خود الفضل پڑھتے۔ اباجی جستہ جستہ جماعت احمدیہ کے عقائد سے تو متعارف ہو چکے تھے مگر احتیاط آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی۔ بعد میں حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کیا اور پھر 1930ء میں بیعت کرلی۔

(الفضل 21 مئی 2010ء)

پروفیسر مرزا مبشر احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

میری نانی محترمہ نواب بیگم صاحبہ الفضل بڑے اہتمام سے پڑھتی تھیں اور دیگر کسی اخبار کا مطالعہ پسند نہ تھا۔ (الفضل 9 اپریل 2010ء)

مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب لکھتے ہیں:۔

مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب نثار کاٹھ گڑھی الفضل کے مستقل قاری تھے۔ ہر روز اس کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ (الفضل 14 اپریل 2011ء)

مکرم مظفر احمد شہزاد صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل اپنی جدت، مضامین کے انتخاب میں ترقی کی جانب تیزی سے گامزن ہے۔جب تک روزانہ الفضل نہ دیکھ لوں تشنگی رہتی ہے۔مختلف ممالک کے جلسہ وغیرہ کی رپورٹس نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جات کی تفصیلی رپورٹ علم کے خزینے ہیں۔معلومات میں اضافہ اور خدا کی حمد کے گیت زبان پر جاری ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر کارکن کو جزائے خیر دے۔آمین

مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں:۔

یہ بات تو ظاہر و باہر ہے کہ روزنامہ الفضل فی زمانہ جس رنگ میں اور جس سرعت سے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت پر کمربستہ ہے، ایسا کوئی بھی اور رسالہ یا اخبار کرنہیں پاسکتا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو اور بہتر انداز میں سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے کیونکہ مومن جس منزل تک پہنچتا ہے تو وہاں سے اور بھی راستے اگلی منازل کی خبر دے رہے ہوتے ہیں۔بہرحال اللہ تعالیٰ ''الفضل'' کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقیات سے نوازتا رہے اور ہر آن تربیت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔

مکرم محمد نسیم تبسم صاحب مربی ضلع کراچی لکھتے ہیں:۔

حقیقت یہ ہے کہ الفضل کے ذریعہ ہمیں دینی و دنیوی سائنسی معاشرتی سیاسی ہر قسم کا علم حاصل ہوتا رہتا ہے۔گاہے بگاہے خطبہ جمعہ میں یا انفرادی ملاقات میں خاکسار احباب سے MTA کے بعد دوسرا سوال یہ ضرور کرتا ہے کہ گھر میں الفضل لگی ہوئی ہے۔ایک احمدی کی تربیت کے لئے گھر میں الفضل کا آنا بے حد ضروری ہے۔

مکرمہ امۃ السمیع صاحبہ اہلیہ عبدالعزیز صاحبہ کینیڈا سے لکھتی ہیں:۔

الحمدللہ ہم دنیا کے دوسرے کنارے میں بیٹھے انٹرنیٹ جیسی سہولت کے ذریعہ الفضل کو پڑھنے کی سعادت پاتے ہیں تو خداتعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے سجدہ شکر کرتے ہیں۔ میں اپنے اباجان چوہدری بشیر احمد مرحوم محلّہ دارالرحمت شرقی (ب) کی یاد میں کسی کے نام الفضل جاری کروانا چاہتی ہوں۔

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں:۔

الفضل جو کہ بلاشبہ الفضل یعنی خدا کا خاص فضل ہے دین و دنیا کی معلومات سے پُر ایک بے مثل اخبار ہے اور ایسا عظیم اخبار جس کا آغاز استخاروں اور دعاؤں سے کیا گیا۔دین اور ہر شعبہ زندگی کے بارے میں مضامین کا اعلیٰ مجموعہ ہے۔ خاکسار کے پاس گاؤں حسن پور میں الفضل چار پانچ اکٹھے آتے تھے لیکن دل چاہتا تھا کہ روزانہ کا الفضل روزانہ ہی ملے پھر خاکسار کو پتہ چلا کہ گاؤں کے ساتھ جو پل ہے وہاں ڈاکیے کی دکان بھی ہے جہاں پر ڈاک آتی ہے۔چنانچہ خاکسار نے اس سے پہلے کہ 5,4 الفضل اکٹھے آتے سے روزانہ جا کر الفضل لانا شروع کر دیا تا کہ الفضل ملنے میں تاخیر نہ ہو اور اس روحانی پانی سے دوسروں کو سیراب بھی کیا وہ اس طرح سے جو اخبار الفضل میں پڑھ لیتا ہوں اگلے دن وہ الفضل خاکسار اگلے دن ساتھ والی جماعت علی پور میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں اور ان کو پڑھنے کے لئے دے دیتا ہوں تا کہ وہ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

اور ماشاء اللہ الفضل کا سالانہ نمبر بعنوان صفائی اور وقار عمل اور شجر کاری ملا اور ایک گلدستہ کی طرح پایا اور اعلیٰ درجہ کے مضامین تھے اور ایسی معلومات تھیں جو نئی اور دلچسپ بھی تھیں اور بلاشبہ وقار عمل جماعت احمدیہ کا ایک عظیم وصف ہے سب سے بڑھ کر خوشی الفضل کے تحفے پر ہوئی جو پیارے آقا و مولیٰ کی خوبصورت تصویر اور دعاؤں کی صورت میں ملا تھا جو بلاشبہ عظیم تحفہ ہے۔خدا الفضل کو یونہی اپنے فضلوں سے نوازے۔

مکرم محمد خورشید صاحب منڈی بہاؤالدین سے لکھتے ہیں:۔

عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ روزنامہ الفضل ہمیشہ میرے ساتھ رہے اس کی موجودگی مجھے نعماء جنت میں سے ایک لگتی ہے۔یہ میری روح کی غذا ہے۔ اس کے منتظمین، بانی، لکھاری اور قاری بھی ایک خاص مقام و مرتبہ کے حامل ہیں۔یہ زندگی کا

پانی ہے۔مکرر عرض ہے کہ اگر عالم برزخ میں اس کا ساتھ رہا تو دو عالم کی لذتیں حاصل ہو جائیں گی۔ اس جام میں سے ہر طبقۂ فکر کے لوگ اپنے اپنے ظرف کے مطابق جی بھر کر پی سکتے ہیں۔

اے خدا! اس روزنامہ کے بانی کی تمام دعائیں اپنی بارگاہ الوہیت میں مقبول و منظور فرما۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی دین و دنیا سنوارنے کی توفیق بخش اور اپنے رحم اور فضل کا مورد بنا۔ آمین

مشتے از خروارے۔ گزشتہ دنوں ایک خاتون مکرمہ رشیدہ تسنیم خان صاحبہ کا مضمون پڑھا۔ کام و دہن میں سما گیا زبانی یاد ہو گیا۔ عصر حاضر کے مشتاق یوسفی اور پطرس بخاری جیسے افراد سے بھی بازی لیا ہوا نظر آیا۔ انداز بیان تمام سابق ادباء سے بظاہر بھاری تھا۔ کئی دن قبل پڑھا لیکن ذائقہ ابھی تک محسوس و مشہود ہے۔

اسی طرح عبدالکریم قدسی اور دیگر شعراء جو اپنا کلیجہ نکال کر بحوالہ قرطاس کرتے ہیں۔ اپنی مثال آپ ہیں۔ میں نے بانی الفضل کا ایک ارشاد پڑھا تھا کہ ایک وقت آئے گا ایک پرچہ الفضل ہزاروں روپے سے زیادہ قیمت پر حاصل کرنے کے لئے لوگ بھاگ دوڑ کریں گے، الفاظ میرے اپنے ہیں مفہوم یہی تھا۔

حضرت حکیم عبدالعزیز صاحب چک چٹھہ کے متعلق ان کی پوتی امۃ الحفیظ صاحبہ لکھتی ہیں:۔

آپ کی ہمیشہ عادت تھی کہ آپ الفضل اخبار کا مطالعہ ضرور کرتے۔ احمدیوں کے خلاف آرڈیننس کی وجہ سے 1984ء میں الفضل بھی شائع ہونا بند ہوگئی۔ الفضل کا مطالعہ آپ کی روحانی غذا تھی۔ چنانچہ الفضل کا پرچہ نہ ملنا بھی آپ کی صحت کے لئے مزید نقصان دہ ثابت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد جب الفضل شائع ہوا تو آپ کمزوری کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے کہ تایا جان نے الفضل کا شمارہ دکھاتے ہوئے کہا ابا جی الفضل آ گئی۔ آپ نے فوراً ہاتھ پھیلایا اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہا کہ مجھے دو، الفضل کو دیکھ کر آپ کو ایسی خوشی ہوئی کہ ایسے معلوم ہوا کہ آپ کی آدھی بیماری اس کو دیکھ کر غائب ہوگئی ہے۔

مکرمہ امینہ خانم صاحبہ لکھتی ہیں:۔

میری امی جان آمنہ بیگم صاحبہ میرے بڑے بھائی جان سے جب چھوٹے تھے تو ان سے پوری الفضل سنتی تھیں۔ جب وہ کہتے کہ میرا منہ تھک گیا ہے تو بس کر دیتیں۔ (الفضل 2 جون 2011ء)

ایس۔اے۔احمد صاحب انبالہ چھاؤنی سے اپنے یکم ستمبر 1936ء کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

الفضل اخبار خریدنے کی عرصہ سے کوشش کر رہا ہوں۔ مگر مالی کمزوری کی وجہ سے آج تک خرید نہ سکا۔ مگر اب ارادہ کیا ہے کہ سقہ اڑا کر سیونگ کی جائے اور اس روپیہ میں کچھ اور آنے ڈال کر الفضل جاری کیا جائے۔ سو اب انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ پانی خود بھر لیا کریں گے۔ اخبار جاری کر دیں۔

یہ الفاظ ان دوستوں کو غور سے پڑھنے چاہئیں۔ جو صاحب توفیق ہونے کے باوجود الفضل کی خریداری سے غافل ہیں۔

(الفضل 6 ستمبر 1936ء ص3)

ایک صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔

یوں تو الفضل سے ہر احمدی کو دلی محبت ہے اور دارالامان کا اخبار پردیس میں عزیز و اقارب کے خطوط سے زیادہ محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بندہ بعض ناگزیر حالات کے ماتحت خود خریدار نہیں تھا۔ مگر 38 میل دور سے اخبار منگوا کر پڑھتا ضرور تھا۔ پھر خود خریدار بنا اور میرا نمبر خریداری 12771 ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ تقریباً تین ہفتہ سے میرا اخبار مجھے نہیں ملا۔ اس میں جناب کے دفتر کا تصور نہیں۔ میری ہی شومئ قسمت ہے۔ میرا اخبار پھاڑ دیا جاتا ہے۔ ڈاکخانہ گیارہ میل دور ہے۔ وہاں سے اخبار لانے ایک آدمی جاتا ہے جو کہ متعصب غیر احمدی ہے اور بہت ممکن ہے کہ مجھے یہاں سے ملازمت بھی ترک کرنی پڑے۔ بایں وجوہات عرض ہے کہ میرے نام اخبار بند کر دیا جائے اور میرا بقایا چندہ الفضل کے اعانت فنڈ میں جمع فرما لیا جائے۔ آئندہ بھی بندہ انشاء اللہ پانچ روپیہ کی حقیر رقم جلسہ سالانہ پر اعانت فنڈ میں جمع کراتا رہے گا۔ میں یہ سطور سخت تکلیف اور رنج سے سپرد قلم کر رہا ہوں کیونکہ مجھے پیارے الفضل سے جدا کیا گیا۔

(الفضل 2 جون 1937ء)

الفضل کے انگریز نو احمدی قارئین کے خطوط

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل دسمبر 1936ء میں لکھتے ہیں:۔

انگلستان کے انگریز نو احمدی دین سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے عربی اور اردو کی تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں اور کئی ایک نے کافی ترقی کی انہی میں سے **ایک نو احمدی مبارک احمد فیولنگ صاحب بھی تھے جو الفضل کے باقاعدہ خریدار تھے۔** ستمبر 1935ء میں ان کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں انہوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنا نام اردو میں لکھا اور دریافت کیا کہ میری ارسال کردہ الفضل کی قیمت کب ختم ہوتی ہے تاکہ میں مزید قیمت ارسال کر دوں۔

اس پر ایڈیٹر صاحب الفضل لکھتے ہیں:۔

ایک انگریز نو احمدی کی اردو کے ایک مذہبی اخبار سے ایسی دلچسپی کی یقیناً یہ پہلی مثال ہے۔

(الفضل 5 اکتوبر 1935ء)

مزید لکھتے ہیں:۔

ہمارے نو احمدی بھائی جناب مبارک احمد صاحب فیولنگ آف لندن جو اخلاص اور تقویٰ میں ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں اور جنہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ الفت اور وابستگی اور حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء سے نہایت مخلصانہ عقیدت ہے۔ ہمارے نام ایک خط لکھتے ہیں جس میں انہوں نے الفضل کے چندہ کے بقایا کے متعلق معذرت کرتے ہوئے اسے جلد سے جلد بھیجنے کے متعلق بقایا کی رقم دریافت فرمائی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں الفضل کے مطالعہ کا بے حد شوق ہے اور وہ سلسلہ کے حالات سے واقف رہنے کے متعلق بہت بڑی تڑپ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس نو احمدی بھائی کو اخلاص اور تقویٰ میں ترقی دے اور اپنے خاص افضال اور عنایات ان پر نچھاور کرے۔ ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے خط کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

ترجمہ:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اطلاع دیں کہ کتنی اور رقم میرے ذمہ ہے۔ میں آپ کی طرف سے اطلاع پانے پر بقایا اگلی ہوائی ڈاک میں روانہ کر دوں گا۔ میرے پاس بقایا نہ ادا کرنے کے متعلق کوئی عذر نہیں۔ میں صمیم قلب سے اس تکلیف کی معذرت چاہتا ہوں۔ نیاز مند فیولنگ

وہ اردو دان اصحاب جو الفضل کی خریداری سے محروم ہیں۔ غور فرمائیں کہ ایک نو احمدی انگریز کی مثال ان سے کیا مطالبہ کر رہی ہے کیا ان کا فرض نہیں کہ الفضل خریدیں اور اس کی قیمت اس طرح ادا کریں جس طرح ہمارے انگریز نو احمدی بھائی نے لندن سے بھیجی۔

(الفضل 17 دسمبر 1936ء ص7)

مکرم صلاح الدین رشید صاحب

اخبار الفضل اور طلباء

اخبار الفضل کی اہمیت اس قدر واضح ہے کہ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض لوگ اخبار الفضل کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتے۔ بالخصوص طلباء۔ پس میں طلباء کو مخاطب کرتا ہوا یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

ہر طالب علم کو جو جیب خرچ ملتا ہے اسے اگر وہ فضول طور پر خرچ نہ کرے بلکہ تحریک جدید کے اصول کے ماتحت اس کو بچا کر دین کے کام میں صرف کر دے۔ تو بہت ہی اچھی بات ہو اور اخبار الفضل کا خریدنا بھی دین کا کام ہے۔ بعض طالب علم اخبار پڑھنے کے بہت شوقین ہوتے ہیں۔ مگر وہ دوسرے انگریزی اردو اخبارات تو قیمتاً خریدتے ہیں۔ مگر الفضل مفت پڑھنا چاہتے ہیں اور دوسروں سے مانگ لیتے ہیں۔ یہ عادت خطرناک ہے۔ جب دوسرے اخبارات دوسروں سے مانگ کر نہیں پڑھتے بلکہ خود خریدتے ہیں تو الفضل کیوں خود نہیں خریدتے اور کیوں الفضل کی اشاعت بڑھانے میں روک بنتے ہیں۔

مجھے اکثر طالب علموں کے خیالات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا وہ دنیا کو ہلا دیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کریں گے۔ تحریک جدید کے ماتحت زندگی وقف کر کے باہر جائیں گے اور وہاں جا کر دعوت الی اللہ کریں گے۔ غلام حسین ایاز اور چوہدری محمد شریف وغیرہ مربیان سلسلہ کا نمونہ دکھائیں گے۔ بلکہ ان سے بڑھ کر کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں میں برکت دے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس بات کے لئے وہ کیا تیاری کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اخبار الفضل کا مطالعہ اس کے لئے بہترین تیاری ہو سکتا ہے۔

(1) اس کے ذریعہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا گہرا اور بار بار مطالعہ کر کے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔

(2) آپ اعتراضات کے جوابات سے واقف ہوں گے اور دین کی خوبیوں سے آگاہی حاصل کریں گے۔

(3) آپ غیر ملکوں کے مشنز کی رپورٹیں پڑھ کر اپنے آپ کو ان مشنز میں کام کرنے کے اہل ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسی طرح اور کئی فائدے ہیں۔ اگر طلباء ہمت سے کام لیں تو وہ اپنے پیسوں کو فضول ضائع کرنے کے بجائے نفع مند بنا سکتے ہیں۔

اگر ایک لڑکا اخبار نہیں خرید سکتا تو تین چار کو مل کر اخبار کا خریدار بننا چاہئے اور اس کا چندہ برابر حصوں میں تقسیم کر کے ادا کر دینا چاہئے۔

کالج کے طلباء کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ الفضل کے خریدار بن کر کالج کے دوسرے لڑکوں کو اخبار پڑھانا چاہئے۔ کالج کے لڑکے عموماً دہریہ خیالات کے ہوتے ہیں۔ اگر احمدی طلباء کوشش اور ہمت سے کام لیں۔ تو یقیناً ان کے خیالات کو دین کی طرف اخبار ''الفضل'' کے ذریعہ پھیر سکتے ہیں۔

امید ہے کہ احمدی طلباء میری اس اپیل کا جواب خوشکن دے کر ثواب اور اجر کے مستحق ہوں گے اور ساتھ ہی اخبار کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

(الفضل 31 جنوری 1937ء)

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب

مکرم خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی سابق ایڈیٹر ''الفضل''

آپ کے خودنوشت حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دسمبر 1894ء میں پیدا ہوئے اور 1911ء میں آپ نے ورنیکلر مڈل امتحان پاس کیا اور اسی سال 11 جون کو قادیان تشریف لے گئے۔ احمدیت سے انس بچپن سے ہی تھا قادیان آ کر آپ کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا یہ مشکلات صرف اس لئے پیش آئیں کہ آپ عمر کے لحاظ سے بہت چھوٹے تھے۔ تعلیم بھی کوئی خاص نہ تھی پھر آپ کا کوئی عزیز رشتہ دار بھی قادیان میں موجود نہ تھا جو پردیس میں آپ کی دلجوئی کرتا مگر آپ ان مشکلات سے بالکل نہ گھبرائے اور ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ آپ کو تعلیم اور مضمون نویسی کا بچپن سے شوق تھا جن مقدس اور بزرگ ہستیوں کے زیر سایہ آپ نے تعلیم اور مضمون نویسی کا کام سیکھا ان میں حضرت خلیفہ اول، حضرت مصلح موعود، حضرت میر محمد اسحٰق صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب اور مرزا محمد اشرف صاحب بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے آپ کو دفتر کا کام کرنے کا موقعہ دفتر تشحیذ میں ملا۔ آپ نے سب سے پہلا مضمون اس وقت لکھا جبکہ آپ نے مہا بھارت کا اردو ترجمہ پڑھا اس کتاب کی بناء پر آپ نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا مہا بھارت کا ایک ورق۔ چونکہ مضمون نویسی کے لئے آپ کی یہ بالکل پہلی کوشش تھی اس لئے آپ نے اس خیال سے کہ مضمون کو نظر انداز نہ کیا جائے مضمون کے ساتھ اپنا نام نہ لکھا بلکہ صرف غ۔ن لکھا آپ کی یہ پہلی کوشش خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوئی اور حضرت سردار محمد یوسف صاحب نے اپنے اخبار نور میں شائع کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے دو مضمون اور بھی لکھے جو اخبار نور میں چھپ گئے ان مضامین کے شائع ہونے پر آپ کا حوصلہ بڑھ گیا اور آپ نے اس طرف زیادہ توجہ دینی شروع کر دی۔ آپ کا ایک مضمون کشمیری میگزین میں بھی چھپا اور دو مضامین افغان اخبار پشاور میں شائع ہوئے۔ جن کے عنوان تھے ''مسلمان کیونکر ترقی کر سکتے ہیں'' دو تین مضامین اخبار پیغام صلح میں بھی چھپے۔ 13 مارچ 1914ء بروز جمعہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد آپ کو دفتر الفضل میں چٹیں بنانے کے کام پر لگایا گیا۔ اس کام کے چند روز بعد محترم حضرت قاضی اکمل صاحب نے آپ کو حضرت مصلح موعود کا درس قرآن کریم لکھنے کے کام پر لگا دیا سب سے پہلے جو درس قرآن کریم آپ نے لکھا اس کی پہلے حضرت قاضی صاحب نے تصحیح کی اور پھر حضور نے خود اس کی اصلاح فرمائی۔ ایک دن حضور نے درس قرآن کریم کے نوٹوں والی کاپی ملاحظہ کرنے کے بعد ارشاد فرمایا آئندہ نوٹ نہیں بلکہ مفصل درس قرآن کریم لکھا کریں۔ حضور کے اس ارشاد کے بعد آپ نے 30,29,28 تین پاروں کا مفصل درس لکھا جو الفضل میں شائع ہوا۔

آپ نے اپنی ذمہ داری پر سورۃ نور کے مکمل اور مفصل نوٹ حقائق القرآن کے نام سے کتابی شکل میں شائع کئے اور خدا کے فضل اور رحم سے کسی خاص غلطی سے محفوظ رہے حضور کا خطبہ جمعہ لکھنے کا کام بھی آپ کے سپرد کیا گیا الفضل کے دفتر میں آنے کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ ہوا اس موقعہ پر حضور کی کئی تقریریں آپ نے لکھیں جن میں بعض کافی لمبی تھیں۔ زود نویسی کے سلسلہ میں آپ نے اپنے لئے وقتاً فوقتاً کئی آسانیاں ایجاد کیں اور نئے نئے طریق وضع کئے جن کی وجہ سے آپ حضور اقدس کی تقریروں کو زیادہ عمدگی اور مکمل صورت میں نوٹ کرنے لگے پانچ چھ گھنٹے تک حضور کی تقریر نہایت عمدگی کے ساتھ نوٹ کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بارہا پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تعریف کی۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت حافظ روشن علی صاحب کی تقریر لکھی جو وفات مسیح علیہ السلام پر تھی یہ تقریر جب آپ نے مرتب کر کے حضرت حافظ صاحب کو سنائی تو آپ نے بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا اور آپ پر ان کی نوازشات پہلے سے بھی بڑھ گئیں اور ساری تقریر سن کر فرمایا یہ تقریر تو میری ہی ہے مگر مجھے یاد نہیں کہ میں نے اتنی مفصل اور ایسے تسلسل سے یہ تقریر کی تھی۔

اسی موقع پر حضرت حافظ روشن علی صاحب نے بہت دعا آپ کے حق میں کی۔ سب سے مبارک واقعہ جو آپ کی زندگی میں ہوا وہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت میر محمد اسحاق صاحب حسب معمول بیت اقصیٰ میں لڑکوں کی کلاس کو پڑھا رہے تھے اس کلاس میں آپ بھی شامل تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے حضرت میر صاحب کے ہاتھ میں ایک رقعہ دیا۔ آپ نے لے کر پڑھا اور آپ کی طرف بڑھا دیا اور بڑی ہی شفقت سے مسکراتے ہوئے ایک لفظ پر انگلی رکھ کر فرمایا یہ پڑھو۔ آپ نے وہ لفظ پڑھا جس پر حضرت میر صاحب کی انگلی تھی تو آپ کی خوشی اور مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ لفظ یہ تھا۔ عزیزم غلام نبی۔ یہ تحریر حضرت مصلح موعود کی تھی جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

''عزیزم غلام نبی السلام علیکم

چونکہ خدا تعالیٰ نے میرے سپرد بہت بڑا کام کیا ہے اور میں اب الفضل کو ایڈٹ کرنے کے لئے وقت نہیں نکال سکتا اس لئے چاہتا ہوں کہ کچھ نوجوانوں کو اس کام کے لئے تیار کروں اور ان کے سپرد یہ کام کر دوں جو میں خود کیا کرتا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ میں کسی اور کو اس کے لئے منتخب کروں تم کو اور نیاز احمد کو موقع دیتا ہوں کہ اگر تم اپنے آپ کو اس قابل بنا سکو اور اپنی زندگی اس کام کے لئے وقف کر سکو۔ اس کے لئے حسب ذیل باتیں ضروری ہیں۔

1۔ کم ازکم قرآن کریم کا ترجمہ آنا ضروری ہے اور صحاح ستہ پر عبور ہونا چاہئے۔

2۔ حضرت مسیح موعود کی کتب پر عبور ہونا چاہئے۔

3۔ غیر مذاہب کی مذہبی کتب کی واقفیت ہونی چاہئے۔

4۔ خلیفہ وقت کی اطاعت اور اس سے وابستگی لازمی چیز ہے۔

5۔ حکومت وقت کی اطاعت ضروری ہے۔

6۔ احمدیت کے لئے اخلاص اور ہر قسم کی قربانی کرنے کا جذبہ ہونا چاہئے مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم میں ان کے متعلق بہت کمی ہے اگر تم کچھ سیکھ سکو محنت اور کوشش کر سکو تو میں تم دونوں کو موقع دینا چاہتا ہوں تم سوچ کر مجھے اس کے متعلق جواب دو۔

اس خط کی جو نقل آپ کی وفات کے بعد کاغذات میں سے ملی اس پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

نوٹ الفاظ میں کچھ کمی بیشی ضرور ہوگی مگر مفہوم یقیناً یہی تھا۔ اس تحریر کا جواب جو آپ نے حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کیا تھا وہ یہ ہے۔

سیدی و آقائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وساطت سے حضور کا جو رقعہ مجھے ملا ہے اس کے متعلق نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ میں تو اپنے آپ میں کوئی ایسی بات نہیں پاتا کہ میں اس کام کے قابل بن سکوں گا لیکن یقین رکھتا ہوں کہ اگر حضور ایک تنکے سے بھی کوئی کام لینا چاہیں تو خدا تعالیٰ اس میں بھی اس کام کی اہلیت پیدا کر دے گا۔ میں ایک تنکے کی حیثیت سے یہ کہتے ہوئے اپنے آپ کو حضور کے قدموں میں پیش کرتا ہوں۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

طالب دعا۔ غلام نبی

اس کے بعد جلد ہی آپ ادارۂ الفضل کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ کم و بیش تیس برس تک نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ آپ نے الفضل جیسے اہم اخبار کی ادارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بالآخر 1946ء میں ریٹائر ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود آپ کو پڑھاتے رہے اور آپ روز بروز یہ محسوس کرنے لگے کہ حضور اقدس مجھ پر خاص شفقت اور ذرہ نوازی کی نظر فرماتے جا رہے ہیں اور آپ کے مضمونوں کی اصلاح بھی حضور اقدس خود بڑی نوازش سے فرماتے۔

جولائی 1916ء میں اخبار الفضل کی ایڈیٹری کی ذمہ داری پوری طرح آپ کو سونپ دی گئی۔ 1916ء سے لے کر 1946ء تک یعنی صدی کے تہائی حصہ سے بھی زیادہ عرصہ آپ نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ آپ اس لمبے عرصہ میں نہایت خوش اسلوبی سے الفضل کی ادارت کا نازک کام سرانجام دیتے رہے۔ (الفضل 5 مئی 1956ء ص 5)

آپ 18/اپریل 1956ء کو وفات پا گئے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 20/اپریل 1956ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے ارشاد فرمایا۔

الفضل کے ابتدائی اسسٹنٹ ایڈیٹر درحقیقت وہی تھے۔ ایڈیٹر میں خود ہوا کرتا تھا اور اسسٹنٹ ایڈیٹر وہ تھے۔ ان کی تعلیم زیادہ نہیں تھی صرف مڈل پاس تھے مگر بہت ذہین اور ہوشیار تھے میری جس قدر پہلی تقریریں ہیں وہ ساری کی ساری انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں وہ بڑے اچھے زود نویس تھے اور ان کے لکھے ہوئے لیکچروں اور خطبات میں مجھے بہت کم اصلاح کرنی پڑتی تھی پھر وہ اخبار کے ایڈیٹر ہوئے اور ایسے زبردست ایڈیٹر ثابت ہوئے کہ درحقیقت پیغامیوں سے زیادہ تر ٹکر انہوں نے ہی لی ہے۔ ''پیغام صلح'' کے وہ اکثر جوابات لکھا کرتے تھے اسی طرح وہ میرے ابتدائی خطبات وغیرہ بھی لکھتے رہے جو انہی کی وجہ سے محفوظ ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جماعت پر ایک بہت بڑا احسان ہے اور جماعت ان کے لئے جتنی بھی دعائیں کرے اس کے وہ مستحق ہیں۔

(الفضل 15 مئی 1956ء ص 4)

تصانیف

ایک کشف پر حلف (حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کا حلف سرخی کے چھینٹوں کے متعلق) 2۔ پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل۔ 3۔ ایک نئی تحقیقات۔ 4۔ امت محمدیہ میں مجدد۔ 5۔ چھتیس سال قادیان میں (سوانح حیات)

اولاد: (پہلی بیوی سے)۔ 1۔ کنیز احمد صاحبہ۔ 2۔ خواجہ حمید احمد صاحب۔ 3۔ خواجہ مجید احمد صاحب۔ 4۔ خواجہ شبیر احمد صاحب۔ 5۔ خواجہ منیر احمد صاحب۔ 6۔ خواجہ تنویر احمد صاحب

(دوسری بیوی سے) 7۔ رشیدہ صاحبہ۔ 8۔ نسیمہ صاحبہ۔ 9۔ نسیم احمد صاحب۔ 10۔ نعیم احمد صاحب۔ 11۔ کلیم احمد صاحب۔ 12۔ ریاض النبی صاحب۔ 13۔ مبارکہ صاحبہ۔ 14۔ نعیمہ صاحبہ۔ 15۔ بشریٰ صاحبہ۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 328)

اخبار ''الفضل''

حروفِ جانفزا ''الفضل'' کے نظروں سے ٹکرائیں
گل و گلزار بن کر یوں مرے سینہ کو مہکائیں

دریچہ ہے کہ جس سے آگہی کی کرنیں آتی ہیں
دیارِ جسم و جاں میں خوب آ کر جگمگاتی ہیں

بلندی سے نکلتا ہے یہ چشمہ علم و حکمت کا
چلائیں جو اِسے چمکا ستارا اُن کی قسمت کا

پیاسوں کو علوم و معرفت کے جام ملتے ہیں
کسی کو صبح ملتے ہیں کسی کو شام ملتے ہیں

یہ ہے ایسا گلستاں جس میں ہر اِک پھول مل جائے
تمنا پوری ہو کر پھر خوشی سے چہرہ کِھل جائے

سدا رشد و ہدایت کے لئے قطبی ستارا ہے
جو اِس کو پا کے بھی بھٹکا تو وہ قسمت کا مارا ہے

مضامیں سلسلہ در سلسلہ بھی اِس میں چھپتے ہیں
شجر علم و ہنر کے صورتِ شمشاد بڑھتے ہیں

رپورٹیں رُوح پروَر آقا کی جب اِس میں چھپتی ہیں
پھواریں دل پہ خوشیوں کی نہاں رِم جھم برستی ہیں

گھٹائیں فضل باری کی ہمیشہ اِس پہ نازل ہوں
دعا ہے دلربا کے عاشقوں میں سارے شامل ہوں

طاہر محمود احمد

مکرم احسن اسماعیل صدیقی صاحب گوجرہ

الفضل کا خطبہ نمبر

یوں تو الفضل کا میں بے حد شائق ہوں۔مگر جس دن الفضل کا خطبہ نمبر ملتا ہے۔فرطِ مسرت سے جھومنے لگتا ہوں اور کسی ایسی جگہ کا متلاشی ہوتا ہوں۔جہاں میرے مطالعہ میں کوئی چیز مخل نہ ہو سکے تاکہ میں چپ چاپ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے جادو اثر الفاظ پڑھوں۔بار بار پڑھوں اور ایک کیف کے سمندر میں ڈوب جاؤں!!

میں نے ہرکارے کی آمد کے صحیح وقت کو معلوم کرنے کے لئے اپنے صحن کی دھوپ پر نشان لگا رکھا ہے۔ہر پانچ منٹ کے بعد بے تابانہ اسے دیکھتا ہوں اور جونہی کہ دھوپ میرے مقررہ نشان پر آجاتی ہے۔میں اپنے ڈرائنگ روم میں ہرکارے کے انتظار میں آبیٹھتا ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی راہگیر کے بوٹوں کی آواز سے ہرکارے کے آنے کا دھوکا ہو جاتا ہے۔میں اس پھرتی سے دروازہ کھولتا ہوں کہ بچارا راہگیر خوفزدہ سا ہوکر رہ جاتا ہے۔مگر میں ہرکارے کو نہ پا کر پھر دروازہ بند کر لیتا ہوں۔وہ شریف آدمی اپنے ٹھیک وقت پر آتا ہے اور اپنے مخصوص لہجہ سے آواز دے کر مجھے میری ڈاک دے جاتا ہے۔

میری ڈاک،عزیزوں کے خطوط،دوستوں کے محبت ناموں،چند ایک ادبی رسائل اور مختلف اخبارات پر مشتمل ہوتی ہے۔مگر میری نظر ہمیشہ ایک چھوٹے سے تہہ شدہ اخبار پر پڑتی ہے۔اس کا نام ''الفضل'' ہے۔کھولتا ہوں اور اس میں ایسا کھو جاتا ہوں کہ باقی ماندہ ڈاک میری میز پر پڑی کی پڑی رہ جاتی ہے۔!!

28 مارچ 1936ء کو حسب معمول میں اخبار الفضل کا منتظر اپنے دروازے کے سامنے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا کہ کسی کے بوٹوں کی آواز سنائی دی، پیچھے مڑ کر دیکھا تو پوسٹ مین نیچی گردن کئے۔ڈاک کے تھیلے میں سے کچھ خطوط اور اخبارات وغیرہ نکال رہا تھا۔یہ میری ڈاک تھی۔سنبھالی اور ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کرکے تمام ڈاک کو پہلے کی طرح میز پر بکھیر دیا۔میری نظر سرخ رنگ سے لکھے ہوئے الفضل پر پڑی۔یہ خطبہ نمبر تھا۔اٹھایا اور پڑھنے لگ گیا ایک ایک لفظ دل میں کھبتا جا رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ میرے سامنے کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔جی چاہتا تھا کہ پر ہوں تو اڑ کر قادیان کے مقدس ماموری عظیم الشان یادگار اپنے پیارے آقا کے قدموں سے جا کر لپٹ جاؤں۔جب میں خطبہ پڑھتے پڑھتے ان الفاظ پر پہنچا کہ آؤ ہم پھر اپنے رب کے حضور سجدے میں گر جائیں اور اپنی سجدہ گاہوں کو۔تو میری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔خطبہ کی آخری دعا،بڑی مشکل سے ختم کی اور اسی وقت اپنے رب کے حضور سجدہ کے لئے جھک گیا اور بے اختیار میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

اے خالق دو جہاں اے بادشاہوں کے بادشاہ اے بےکسوں کے والی اے قادر مطلق خدا! تو اپنی ذات کے صدقے اور اپنے جلال کے صدقے ہم ناتوانوں اور مظلوموں پر رحم کر۔رحم کر۔رحم کر کہ تیرے سوا کوئی رحم کرنے والا نہیں تو ہی ارحم الراحمین ہے تجھے ہی دنیا میں امن قائم کرنے کی طاقت ہے۔آہ! اے سمیع بصیر خدا! ناپاک روحیں تیرے پیارے فرستادہ مسیح کو گندی گالیاں دیتی ہیں۔تیرے پیارے بندوں کے دل دکھاتی ہیں۔تو اپنی ربوبیت کا جلوہ دکھا اور ان لوگوں کو ہدایت کا نور بخش۔یا غضب کی آگ ان بدروحوں پر برسا کر پاک کردے۔آمین آمین

(الفضل 7راپریل 1936ء)

نجات اور اللہ کا فضل

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

نجات کے متعلق جو عقیدہ قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نجات نہ تو صوم سے ہے نہ صلوٰۃ سے نہ زکوٰۃ سے اور صدقات سے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے جس کو دعا حاصل کرتی ہے اسی لئے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سب سے اول تعلیم فرمائی ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے جس سے اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے کیونکہ جب انسان کی دعا جو سچے دل اور خلوص نیت سے ہو قبول ہوتی ہے تو پھر نیکی اور اس کے شرائط ساتھ خود ہی مرتب ہو جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم ص 288)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم نعمت اللہ قریشی صاحب جنرل سیکرٹری حلقہ فیصل ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میرے نواسے عزیز سرمد احمد واقف نو ابن مکرم مدثر احمد صاحب نے 21فروری 2011ء کو پانچ سال 5 ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں 12 مارچ 2011ء کو گھر میں آمین کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں خاکسار نے عزیزم سے قرآن کریم کے کچھ حصے سنے اور بعد میں دعا کروائی۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچے کی دادی محترمہ طاہرہ سعید صاحبہ کو حاصل ہوئی جنہوں نے بڑی محنت اور لگن سے یہ فریضہ سرانجام دیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم کی حقیقی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نکاح

مکرم محمود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم تنویر الظفر صاحب دارالنصر غربی حبیب ربوہ کے نکاح کا اعلان مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ بنت مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم دارالبرکات ربوہ سے مبلغ ستر ہزار روپے حق مہر پر مکرم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب صدر عمومی ربوہ نے 10 جون 2011ء کو بعد نماز مغرب بیت الحبیب دارالنصر غربی ربوہ میں کیا۔ مکرم تنویر الظفر صاحب مکرم چوہدری نذر محمد صاحب مرحوم آف ادرحماں ضلع سرگودھا کے پوتے اور مکرم چوہدری مولا بخش صاحب آف ادرحماں ضلع سرگودھا کے نواسے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد افضل طاہر صاحب صدر حلقہ رحمٰن پورہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میرے ہم زلف مکرم عطاء الرحمٰن طاہر صاحب ابن مکرم مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب خالد احمدیت کچھ عرصے سے علیل ہیں۔ اب حالت بہتر ہے۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں۔

میرے عزیز دوست مکرم ندیم خالد بٹ صاحب جنرل سیکرٹری ٹورانٹو کینیڈا شدید کمر درد کے عارضہ کی وجہ سے دو اڑھائی ہفتوں سے صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم اسرار احمد صاحب مربی سلسلہ خاناں میانوالی ضلع نارووال اطلاع دیتے ہیں۔

مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب سابق امیر ضلع نارووال گزشتہ دنوں شدید علالت کی وجہ سے شیخ زید ہسپتال لاہور میں داخل اور زیر علاج رہے ہیں۔ اب طبیعت بہتری کی طرف مائل ہے مگر کمزوری بہت زیادہ ہے اب آپ گھر آ گئے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم عمیر وسیم احمد صاحب طاہر آباد غربی ربوہ بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ اب طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم ناصر احمد صاحب دارالعلوم شرقی نور ربوہ سینہ اور کمر درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم قیصر محمود صاحب دارالیمن غربی سعادت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب مرحوم دارالیمن غربی سعادت ربوہ مورخہ 4 جون 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مورخہ 6 جون کو بعد نماز عصر بیت سعادت میں مکرم مولانا صدیق احمد منور صاحب صدر محلہ فیکٹری ایریا احمد نے پڑھائی قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب نے ہی دعا کرائی۔ والدہ محترمہ بیشمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ مرحومہ کے دو بیٹوں مکرم بشارت الرحمان ناصر صاحب امریکہ اور مکرم شعیب احمد ناصر صاحب لندن نے بروقت ربوہ پہنچ کر جنازہ میں شرکت کی۔ لواحقین میں ہم تین بھائیوں کے علاوہ مکرمہ عطیۃ النور صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا اویس بیگ صاحب آف کراچی شامل ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ محترمہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

رولڈ ایمنڈسن
جس نے قطب جنوبی دریافت کیا

رولڈ ایمنڈسن (Roald Amundsen) 16 جولائی 1872ء کو اوسلو کے قریب ایک قصبہ Borge میں پیدا ہوا۔ ایمنڈسن نے بیلجیئن مہم سر کرنے سے پہلے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی۔ اس نے اپنی مہمات کا آغاز 1897ء میں کیا۔

6 دسمبر 1905ء کو ایمنڈسن شمالی امریکہ کے بحر منجمد کے ساحل کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا بحر اوقیانوس سے بحرالکاہل میں داخل ہو کر تین سال کے جان لیوا سفر کے بعد الاسکا کے مقام فورٹ ایگبرٹ پہنچا۔ ایمنڈسن اور اس کے ساتھیوں نے یہ سفر ایک برف شکن جہاز میں طے کیا۔ جس کے متعلق رائے تھی کہ اس میں سفر کرنا ناممکن ہے۔ وہ یکم جون 1903ء کو ناروے سے روانہ ہوئے تھے۔ جہاز اپنے سفر کے دو سال تک برف میں سفر کرتا رہا۔ اپنی مہم جوئی کے دوران ایمنڈسن نے کنگ ولیم کے جزیرے کے قریب قطب شمالی (North Pole) کا کھوج لگایا۔

دسمبر 1911ء میں وہ ناروے سے 7 آدمیوں اور 115 کتوں کی ایک ٹیم لے کر قطب شمالی تک پہنچنے کے لئے روانہ ہوا لیکن بعد ازاں اپنا رخ تبدیل کر لیا اور قطب جنوبی (South Pole) کی طرف چل پڑا۔ وہ کامیابی کے ساتھ قطب جنوبی جا پہنچا۔ اس نے وہاں اپنا خیمہ نصب کرنے کے بعد ناروے کا جھنڈا لہرا دیا۔ اس طرح اس نے برطانیہ کے رابرٹ سکاٹ کے مقابلے میں پہلے مہم سر کر لی۔ اس کارنامے سے ثابت ہوا کہ تین سال کے اندر انسان نے دنیا کے دونوں کونوں پر اپنے قدم جما لئے ہیں۔

14 جنوری 1912ء کو ایمنڈسن کی پارٹی (Bay of Whales) کے مقام پر پہنچی جہاں اس نے کیمپ لگایا اور اکتوبر کے مہینے میں قطب جنوبی کی طرف اپنے سخت سفر کا آغاز کیا۔ رابرٹ سکاٹ کے برعکس جو موٹر اور ٹٹوؤں پر بھروسہ کر رہا تھا۔ ایمنڈسن نے قطب جنوبی پہنچنے کے لئے کتوں کا سہارا لیا۔

1925ء میں ایمنڈسن نے سپٹز برگین کے مقام سے قطب شمالی تک دوبارہ پہنچنے کی کوشش کا آغاز کیا۔ اس سے پہلے وہ اس مہم میں ایک بار ناکام رہا تھا۔ اس سفر پر روانہ ہوتے وقت اس کے ہمراہ چند آدمی اور دو جہاز تھے۔ جب وہ قطب شمالی سے 150 میل دور رہ گیا تھا تو اس کا ایک جہاز ضائع ہو گیا۔ اگلے سال اس نے پھر وہیں سے کام شروع کیا اور اس بار اسے اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی ہوئی۔ وہ اطالوی جہاز "نوگے" میں قطب شمالی تک جا پہنچا اور الاسکا کے ان علاقوں پر پرواز کی جہاں اس سے پہلے انسانی قدم نہیں پہنچ سکے تھے۔

1928ء میں جب جنرل نوبائیل کا جہاز "اطالیہ" قطب جنوبی سے واپسی پر تباہ ہو گیا تو ایمنڈسن نے اسے تلاش کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں لیکن وہ اس مہم میں ایسا گیا کہ پھر کبھی لوٹ کر واپس نہ آیا۔ خیال ہے کہ وہ 18 جون 1928ء کو بحیرہ آرکٹک میں ایک ہوائی حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ ایمنڈسن نے اپنی مہم جوئی کی بہت سی کتابیں شائع کیں جن میں 1927ء میں لکھی گئی "میری زندگی ایک مہم جو کی زندگی ہے" بہت مقبول ہوئی۔

☆☆☆☆☆

اعلان داخلہ

غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ آف انجینئرنگ سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی نے درج ذیل پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔

کمپیوٹر انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس، انجینئرنگ سائنسز، الیکٹریکل انجینئرنگ، مکینیکل انجینئرنگ، میٹریلز سائنسز اینڈ انجینئرنگ

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 20 جون 2011ء ہے۔ داخلہ ٹیسٹ مورخہ 3 جولائی 2011ء کو ہوگا۔ آن لائن اپلائی کرنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.giki.edu.pk/online

فون نمبر 0334.8696119,0938.271858

(نظارت تعلیم)

☆☆☆☆☆☆

حب مسان بچوں کے سوکھا پن اور لاغری کیلئے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

حضورانورایدہ اللہ کے خطابات

(برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء)

جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات درج ذیل شیڈیول کے مطابق ایم ٹی اے پر لائیونشر ہوں گے۔

مورخہ 24 جون 2011ء بروز جمعہ

لائیونشریات پاکستانی وقت کے مطابق

(سہ پہر 3:00 تا 11:30 بجے رات)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ شام 5:00 بجے لائیونشر ہوگا۔

مورخہ 25 جون 2011ء بروز ہفتہ

لائیونشریات پاکستانی وقت کے مطابق

(دوپہر 12:30 تا 11:30 بجے رات)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب سہ پہر 3:00 بجے اور مہمانوں سے خطاب شام 7:00 بجے نشر ہوگا

مورخہ 26 جون 2011ء بروز اتوار

لائیونشریات پاکستانی وقت کے مطابق

(دوپہر 12:30 تا 11:30 بجے رات)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب رات 8:00 بجے نشر ہوگا۔

احباب تمام پروگرام سے بھرپور استفادہ فرمائیں۔

خبریں

مسئلہ کشمیر کے حل کی کوششیں سازشی جرنیلوں نے ناکام بنائیں

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ سازشی جرنیلوں نے مسئلہ کشمیر کے حل کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ میری حکومت ختم نہ ہوتی تو 1999ء میں مسئلہ کشمیر حل ہو چکا ہوتا۔ نظام ٹھیک ہونے تک چین سے نہیں بیٹھوں گا۔

قومی سلامتی پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے

پاک فوج کے سربراہ جنرل اشفاق پرویز کیانی نے کہا ہے کہ فوج مادر وطن کے دفاع کے لئے ہروقت چوکس ہے اور قومی سلامتی پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔

ایمن الظواہری القاعدہ کے سربراہ

اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے ڈیڑھ ماہ بعد ان کے نائب مصر سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر ایمن الظواہری کو القاعدہ کا نیا سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ 59 سالہ ایمن الظواہری 1951ء میں مصر میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک دہائی سے اسامہ بن لادن کے نائب رہے ہیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 18 جون

طلوع فجر	3:32
طلوع آفتاب	5:00
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	7:18

بادی بواسیر کیلئے
تریاق بواسیر
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

مکان برائے فروخت

ایک مکان برقبہ 5 مرلے (دوکمرے، ٹی وی لاؤنج، دوباتھ، ڈرائنگ روم، صحن) مالیت چودہ لاکھ روپے واقع دارالعلوم شرقی حلقہ ہادی برائے فروخت ہے

رابطہ 0333-8187480, 0300-7701801

ضرورت ہے

ایک (D.H.M.S) ہومیو پیتھک ڈاکٹر عمر 30 تا 50 سال

ایک کارکن عمر کی حد 30 تا 50 سال

اپنے محلّہ کے صدر کی تصدیق کے ساتھ رابطہ کریں۔

عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور

رحمن کالونی ربوہ فون: 6211399,6212399

FR-10